الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

دسمبر 2022

ڈپازٹ رکھ کر سود یا نفع لینا جائز ہے یا ناجائز؟

نوکری کے لیے ڈپازٹ رکھا گیا ہے، اگر ڈپازٹ نہ ہو تو ملازمت نہیں ملتی، اس وجہ ڈپازٹ رکھ کر سود لینا جائز ہے یا ناجائز اور سود لے کر غربا و مساکین میں تقسیم کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: سود لینا دینا حرام ہے، اگر کوئی منافع کافروں سے ملے تو وہ مال موذی سمجھ کر لے سکتا ہے، یہ سود نہیں بہر صورت ڈپازٹ کا روپیہ حکومت سے لے کر فقرا کو دے دے تو بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حافظ ملت علیہ الرحمہ

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبدالحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 46 شمارہ 12

دسمبر 2022ء

جمادی الاولیٰ 1444ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی (معروف بہ بابا) کا وصال پر ملال	مبارک حسین مصباحی	5
	اعراس کی شرعی حیثیت	مبارک حسین مصباحی	6
	مطالعۂ قرآن		
تفہیم قرآن	قسم کے احکام قرآن کریم کی روشنی میں	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	12
	مطالعۂ حدیث		
تفہیم حدیث	ایصال ثواب (آخری قسط)	مبارک حسین مصباحی	16
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	20
	نظریات		
فکر امروز	ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل	مولانا محمد ادریس بستوی	22
	اسلامیات		
شعاعیں	عصر حاضر میں ہلال نو کے اعلان نامے (آخری قسط)	محمد مبشر رضا ازہر مصباحی	24
نور مبین	تحفظ ناموس رسالت اور قرآن مجید	مفتی محمد کونین نوری مصباحی	27
	عزیزیات		
انوار حیات	حضور حافظ ملت ایک عہد ساز شخصیت	حافظ افتخار احمد قادری	31
	حیات حافظ ملت کے چند خاص گوشے	غلام مصطفیٰ رضوی مصباحی	33
	اساطین تصوف		
ذکر جمیل	حواری رسول حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری	35
	ماہ نامہ اشرفیہ		
ربطِ باہم	پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور ماہ نامہ اشرفیہ (پانچویں قسط)	مبارک حسین مصباحی	37
	بزمِ دانش		
فکر و نظر	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مولانا محمد اسید الرحمٰن سعید/محمد ہاشم اعظمی مصباحی	42
	ادبیات		
نقد و نظر	سہ ماہی مجلہ "فکر فرا" آن لائن کا تیسرا شمارہ	مبارک حسین مصباحی	48
خیابان حرم	مناقب حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ	مولانا محمد سلمان رضا فریدی/مہتاب پیامی	50
	وفیات		
سفر آخرت	استاذ العلما مفتی مجیب الرحمٰن کا وصال پر ملال	مولانا محمد شرف الدین مصباحی	51
	ملاقات		
انٹرویو	Yes-24 News کی حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی سے گفتگو		52
	مکتوبات		
صداے بازگشت	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری/علی احمد بسمل عزیزی		55
	سرگرمیاں		
خیر و خبر	صوفیاے ہند کے تذکرے پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا کی تیاری/تکمیل درس قرآن کا روح پرور منظر		57

786

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سابق استاذ

حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی (معروف بہ بابا) کا وصال پر ملال

مبارک حسین مصباحی

یہ جان کر آپ کو غم ہوگا کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سابق سینئر استاذ حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی کا قضائے الٰہی سے وصال پر ملال ہو گیا۔ حضرت عرصہ دراز سے بیمار تھے، اپنے موضع لوہرا متّصل مبارک پور 2 بجے شب 29 نومبر 2022ء میں اس جہانِ فانی سے تشریف لے گئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ رٰجعون
اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے آپ کی خوب خوب مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کی ولادت 20 اپریل 1948ء میں ہوئی، آپ باوقار خاندان کے فرد فرید تھے، آپ کے والد گرامی کا نام عبد المتین تھا، آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی اس کے بعد آپ دار العلوم اہلِ سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں داخل ہوئے، اندراج نمبر 579 ہے۔ داخلے کی تاریخ 20 شوال المکرم 1379ھ /اپریل 1960ء ہے۔ آپ نے بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی، فتاواے رضویہ کے مرتب حضرت علامہ شاہ عبد الرؤف بلیاوی اور دیگر اساتذۂ علوم و فنون تھے۔

آپ دراز قد، مضبوط بدن، لمبی داڑھی اور بلند حوصلہ تھے، آپ جھومتے جھامتے پر وقار انداز میں چلتے تھے، اپنے گھر سے روزانہ سائیکل چلا کر تشریف لاتے تھے، آپ کا رعب طلبہ پر چھایا رہتا تھا، نظر بھر کے دیکھ لیتے تو طلبہ کانپ جاتے تھے، خود ہم نے متعدّد کتابیں آپ کی درس گاہ میں پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے، باوزن انداز سے پڑھاتے تھے، آواز میں بلندی اور شوکت تھی، پڑھانے میں نہ تقریر طویل فرماتے اور نہ اتنی مختصر کہ کتاب کا مضمون دماغ میں نہ آئے، آپ پڑھانے کے دوران "یہاں کے عرف کے مطابق" کے الفاظ عام طور پر ارشاد فرماتے، یعنی اپنے عرف کی روشنی میں بحث آسانی سے ذہنوں میں اتار دیتے تھے۔

آپ بلند کردار، خوش اخلاق اور رواداری میں بھی خوب تھے، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ محدث جلیل حضرت علامہ حافظ عبد الشکور عزیزی مصباحی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور ہر دل عزیز انگریزی کے استاذ جناب ماسٹر آفتاب احمد مبارک پوری سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے خوب محبت فرماتے تھے۔ کبھی کبھی سابق استاذ حضرت مولانا اعجاز احمد مصباحی مبارک پوری علیہ الرحمہ بھی تشریف لے آتے تھے۔ تقریباً روزانہ ہی خالی گھنٹیوں میں یکجا بیٹھ کر چائے نوش فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمارے ان دونوں بزرگوں کو تا دیر سلامت رکھے۔ آمین۔

حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی (بابا) علیہ الرحمہ مریضوں کو علاج بھی فرماتے تھے۔ آپ چھٹی کے بعد روزانہ مبارک پور میں احسان میڈیکل ہال متّصل نگر پالیکا مبارک پور جا کر بیٹھتے تھے اور وہاں مریضوں کو دیکھتے تھے۔ ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی تھی، کبھی کبھی ارجنٹی پر ایک میڈکل ہال پر بھی جلوہ افروز ہو جاتے تھے۔ تشخیص و علاج کا سلسلہ اپنے گھر پر بھی جاری رکھتے تھے۔

داخلے کے وقت آپ کا اسمِ گرامی "اسرار الحق احمد" لکھا گیا تھا۔ آپ کی فراغت 10 شعبان المعظم 1386ھ/نومبر 1966ء میں ہوئی، آپ ایک کامیاب طالب علم تھے، اساتذۂ کرام اور احباب آپ سے خوب محبت فرماتے تھے۔ اس محبت کے پیچھے آپ کی صلاحیت، خوش اخلاقی، اور سادہ مزاجی کا بہت بڑا دخل تھا۔

آپ 1986ء اور 1987ء میں معین المدرسین رہے۔ یہ منصب بھی باصلاحیت اور بلند کردار طلبہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اب آپ عرصۂ دراز سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے جلیل القدر استاذ اور ایک کامیاب مربی تھے۔ آپ کے تلامذہ ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا ڈاکٹر سید شمیم گوہر الہ آبادی سابق مدیر اعلیٰ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور اور حضرت مولانا مفتی قمر الحسن قادری مصباحی نے امریکہ وغیرہ نے کال کر کے ان کے فضائل بیان کرتے ہوئے تعزیت فرمائی۔

نماز جنازہ 30/نومبر 2 بجے دن آپ کے موضع لوہرا میں ادا کی گئی، عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے امامت کے فرائض انجام دیے۔ جامعہ اشرفیہ کے پرنسپل حضرت مفتی بدر عالم مصباحی، حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی اور حضرت مولانا اختر کمال قادری وغیرہ نے حاضری کی سعادت حاصل کی۔ نمازِ جنازہ میں بڑی تعداد میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے اساتذہ اور طلبہ شریک تھے، ہم آپ کے فرزند ارجمند برادرم عبد الحق کے توسط سے اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتے ہیں۔ بارگاہِ رب العالمین میں دعا ہے مولا تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان، اولاد، اہلِ خانہ اور اعزہ و احباب کو صبر جمیل کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ✠

اعراس کی شرعی حیثیت

مبارک حسین مصباحی

اولیاے کرام کے اعراس ہوتے ہیں، یہ صرف بر صغیر میں نہیں بلکہ عرب وعجم میں ہر سنی مسلمان کرتا ہے، یہ آج کی روایت نہیں بلکہ ہم سب کے رسولِ کریم ﷺ بھی شہداے احد کا عرس فرماتے تھے۔ آپ کے بعد خلفاے راشدین، صحابہ اور تابعین بھی اپنے اپنے بزرگوں کے مزارات پر انفرادی یا اجتماعی طور پر قرآن عظیم کی تلاوت فرماتے اور تسبیح وتہلیل کے بعد کچھ تبرکات رکھ کر ایصال ثواب کرتے رہے۔ انبیا اور اولیا بارگاہ الٰہی کے مقرب ترین ہوتے ہیں۔ ان کے وسیلوں سے دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں اور حاجت مندوں کی خالی جھولیاں بھرتی ہیں، فیوض کے بے شمار واقعات ہیں، ہم اس مختصر تحریر میں بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اب ہم قبروں پر حاضری کے جواز اور استحسان پر چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

قبروں پر حاضری کا جواز اور استحسان:

(1)-رَوَى أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنهم عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: نَهَيْنَاكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ فَزُوْرُوْهَا وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا.رَوَاهُ أَبُوْحَنِيْفَةَ.

(أخرجه الخوارزمي في جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، 199/2)

”امام اعظم ابو حنیفہ علقمہ بن مرثد سے وہ سلیمان بن بریدہ سے اور وہ اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا، محمد مصطفی (ﷺ) کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنے کا اذن دے دیا گیا ہے، تو (اب) تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو اور بے ہودہ باتیں مت کیا کرو۔“

(2)-عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ (كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ) يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ، غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ.

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الجنائز، باب: ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، 669/2)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ (کی جب میرے یہاں باری ہوتی تو آپ ﷺ) رات کے آخری پہر بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور (اہلِ قبرستان سے) فرماتے: تم پر سلامتی ہو، اے مومنوں کے گھر والو! جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تمھارے پاس آگئی کہ جسے کل ایک مدت بعد پاؤ گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد (اہلِ مدینہ کے قبرستان) والوں کی مغفرت فرما۔“

(3)-عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، في رواية طويلة قَالَتْ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُوْلُ لَهُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ (تَعْنِي فِي زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ) قَالَ: قُوْلِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ.رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ.

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الجنائز، باب: ما يقال عند دخول القبر والدعاء لأهلها، 669/2)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک طویل روایت میں بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! میں زیارتِ قبور کے وقت اہلِ قبور سے کس طرح مخاطب ہوا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو: اے مومنو اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں پر رحم فرمائے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں۔“

(4)-عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.وفي رواية: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ قَضَي عَنْهُ وَلِيُّهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الصوم، باب: من مات وعليه صوم، 690/2، الرقم: 1851)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے (باقی) ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے وہ روزے رکھے۔“

”اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ فرمایا: اگر اس (فوت ہونے والے) پر کسی نذر کا پورا کرنا باقی ہو (جو اس نے مانی تھی) تو وہ اس کی طرف سے اس کا ولی پوری کرے۔“

(5)-عَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَتْهُ امْرَأَةٌ. فَقَالَتْ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلٰى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ. قَالَ: فَقَالَ: وَجَبَ أَجْرُكِ. وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ. قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ. أَفَأَصُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ: صُوْمِي عَنْهَا. قَالَتْ: إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ. أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: حُجِّي عَنْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الصيام، باب: قضاء الصيام عن الميت، 2/ 805، الرقم: 1149)

”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور عرض کیا: میں نے اپنی ماں کو ایک باندی صدقہ میں دی تھی اور اب میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ثواب مل گیا اور وراثت نے وہ باندی تمہیں لوٹا دی۔ اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ماں پر ایک ماہ کے روزے (بھی باقی) تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے عرض کیا: میری ماں نے حج بھی کبھی نہیں کیا تھا کیا میں اس کی طرف سے حج بھی ادا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس کی طرف سے حج بھی ادا کرو (اسے ان سب اعمال کا ثواب پہنچے گا)۔“

(6)-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ. أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ. أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ.رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَه.

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الوصية، باب: ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، 3/ 1255، الرقم: 1631)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے (ان کا اجر اسے برابر ملتا رہتا ہے:) ایک وہ صدقہ جس کا نفع جاری رہے، دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے تیسری وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔“

(7)-عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ طَاوُوْسُ رضي الله عنه: إِنَّ الْمَوْتَي يُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ سَبْعًا فَكَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يُطْعَمَ عَنْهُمْ تِلْكَ الْأَيَّامَ.رَوَاهُ أَبُوْنُعَيْمٍ وَأَحْمَدُ.وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ: إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَلَهُ حُكْمُ الرَّفْعِ.(أخرجه أبونعيم في حلية الأولياء، 4/ 11)

”حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طاوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک سات دن تک مردوں کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے اس لیے لوگ ان دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب سمجھتے تھے۔“

ایصالِ ثواب کے شرعی احکام:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں دو باتیں اب توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک عبادت بدنی ہوتی ہے، جیسے تلاوت قرآن عظیم یا تسبیح و تہلیل وغیرہ کا ایصال ثواب کرنا۔ دوسری عبادت مالی ہے، جیسے روٹی، گوشت، روپیہ، شربت اور شیرینی وغیرہ۔ برائے ایصال ثواب راہِ خدا میں خرچ کرنا، اسے عبادت مالی کہتے ہیں۔ دونوں مشترکہ ہوں، سب کا ثواب مُردوں کو پہنچانا شرعی طور پر جائز اور مستحسن ہے۔ ان کا ثواب پہنچتا بھی ہے اور مردوں کو ان کا فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک یہ طے شدہ ہے۔ فقہ کی معروف کتاب ہدایہ میں ہے:

” أَنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.“

بلا شبہہ ایک انسان کے لیے درست ہے کہ وہ اپنی نماز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسرے کو ایصال ثواب کرے، یہ مذہب اہل سنت وجماعت میں درست ہے۔

اور شرح عقائد نسفی میں ہے: ”وَفِيْ دعَاء الْاَحْيَاءِ، وَصَدَقَتِهِمْ اَيْ صَدَقَةِ الْاَحْيَاءِ عَنْهُمْ اَيْ عَنِ الْاَمْوَاتِ نفْع لَهُمْ لِلْاَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزَلَةِ.“ (شرح عقائد نسفی، ص: 123)

زندوں کا مرنے والوں کے لیے دعاے خیر کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ کرنا، اس سے فائدہ پہنچتا ہے، معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمہ احادیث نقل فرمانے کے بعد اپنی کتاب ”تذکرۃ الموتیٰ“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”لہٰذا جمہور فقہا حکم کردہ اند کہ ثواب بہر عبادت بہ میت برسد۔“

جمہور فقہا نے فیصلہ رقم فرمایا ہے کہ ہر قسم کی عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ عبادت بدنی ہو یا عبادت مالی یا دونوں کی مشترکہ عبادت اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کا ایصال ثواب درست ہے اور مرحومین کے لیے نفع بخش ہے۔

پندرہویں باب ”نصاب الاحتساب“ میں ” کتاب التجنیس والمزید “ مولفہ امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سے نقل کرتے ہیں:

”روى ان عليا رضي الله تعالى عنه تصدق بخاتم وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله يوتون الزكوٰة وهم راكعون.“

یہ روایت تفسیر معالم التنزیل، مدارک، بیضاوی ورازی وغیرہ میں بھی وارد ہے، لکھتے ہیں کہ ظہر کے وقت ایک آدمی نے سوال کیا، مسجد نبوی ﷺ میں۔ جب اس کو کچھ نہ ملا اس نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا، اے اللہ تو گواہ رہنا کہ میں نے مسجد نبوی میں سوال کیا اور کچھ بھی کسی نے نہ دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حالت رکوع میں تھے، آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگلی خنصر جس میں انگوٹھی تھی، سائل کی طرف کر دی، آگے بڑھ کر اس نے انگوٹھی حضرت نبی کریم علیہ السلام کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگلی سے نکال لی۔

حضرت مولانا عبد السمیع بے دل سہارن پوری لکھتے ہیں:

”اب دیکھیے صدقہ ایک عبادت مالی ہے اور نماز عبادت بدنی۔ اور صاحب ہدایہ کی عبارت کتاب التجنیس سے گزر چکی کہ اللہ تعالی نے اس جمع بین العبادتین کرنے پر سورہ مائدہ میں تعریف فرمائی، اور امام ابوالبرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کنز الدقائق جو علماے اعلام حنفیہ سے ہیں ،اپنی تفسیر مدارک میں اس مقام پر فرماتے ہیں کہ یہاں شان نزول فعل ایک کا ہے، پھر صیغۂ جمع کیوں فرمایا؟ جواب دیا کہ اس میں رغبت دلائی سب آدمیوں کو کہ یہ ثواب کچھ ایک کے لیے نہیں، جو کوئی اس طرح کا کام کرے گا ان سب کو ایسا ہی ثواب ملے گا۔ عبارت یہ ہے:

"ورد بلفظ الجمع وإن كان السبب واحدا ترغيباً للناس فى مثل فعله لينالوامثل ثوابه“

اور یہ ہی مضمون علامہ قاضی بیضاوی شافعی نے لکھا۔ اور لکھا مدارک میں: ”والآية تدل على جواز الصدقة في الصلاة“.

یعنی آیت سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا نماز میں جائز ہے۔ بناءً علیہ جمع کر دینا عبادت بدنی ومالی کا نص کتاب اللہ سے جائز بلکہ قابل مدح وثنا معلوم ہوا۔ اور نماز وہ عبادت بدنی ہے کہ اس میں حرکت اجنبی سے جو متعلق صلاۃ نہ ہو بچنا چاہیے۔ جب اس میں باوجود حرکت تصدق جمع بین العبادتین جائز ہوا تو خارج نماز جو حرمت صلاۃ بھی مرد مکلف کے ذمہ نہیں بہ درجہ اولی جائز ہوگا۔“ (انوار ساطعہ، ص: 103، ناشر: طلبۂ درجۂ فضیلت جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

عرس کا ثبوت رسول کریم ﷺ کے اپنے عمل سے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ ایک دن باہر نکلے اور احد میں شہید ہو جانے والوں پر نماز پڑھی جیسا کہ آپ میت پر نماز پڑھتے تھے پھر آپ منبر شریف کی طرف واپس تشریف لائے (اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر) فرمایا:

اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَاءِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

(بخاری، الصحیح، 1: 451، الرقم: 1279، دار ابن کثیر الیمامۃ بیروت)

”میں تمھارے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں یا فرمایا زمین کی کنجیاں اور بے شک میں اللہ کی قسم تم پر شرک کرنے کا خوف نہیں رکھتا لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگ جاؤ گے“۔

شارحین حدیث نے پوری تحقیق سے لکھا ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے وصال والے سال کا واقعہ ہے، یہ حدیث آگے بھی بخاری میں روایت کی گئی ہے جس میں صحابی کہتے ہیں کہ منبر پر خطاب کرتے ہوئے یہ حضور ﷺ کا آخری منظر تھا جو ہم نے دیکھا۔ حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسے نماز پڑھی جیسے الوداع کرنے والا پڑھتا ہے۔ اس پر محدثین نے کہا کہ یہ آخری سال کا واقعہ ہے گویا اس وقت جب آپ ﷺ اُن کے مزارات پر تشریف لائے شہدائے احد کو آٹھ سال بیت چکے تھے۔

حضور ﷺ نے تمام صحابہ کو ساتھ لیا اور ایک پورا اجتماع شہداے احد کے مزارات کی زیارت کے لیے گیا۔ لہٰذا اجتماعی طور پر مزارات کی زیارت کو جانا سنت رسول ﷺ ہوا۔ گویا سینکڑوں صحابہ کا اجتماع ہوا تو پھر مزار ولی اور مزار شہید پر سینکڑوں کا اجتماع اور زیارت کرنا یہ بھی سنت ہے اور اسی کو عرس کہتے ہیں۔ گویا حضور ﷺ نے شہدائے احد کا عرس منایا تھا۔

ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَي الْمِنْبَرِ. ”آپ ﷺ منبر کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر پر قیام فرما کر خطاب کیا“۔

چونکہ منبر پر کھڑے ہو کر خطاب کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کی تعداد کثیر تھی کیونکہ اگر تعداد کم ہوتی تو منبر پر قیام فرما کر خطاب کی ضرورت وحاجت نہ تھی۔

معلوم ہوا جب مزار کی زیارت ہو، سینکڑوں کا اجتماع ہو، منبر لگے اور منبر پر خطاب ہو یہ تمام اجزا مل جائیں تو اسی کو عرس کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوا نبی اکرم ﷺ نے جہانِ فانی کو الوداع کہنے سے قبل مزارات پر حاضری کے آداب سکھا دیے، شہدا، اولیا، اور صالحین کے مزار پر جانا، ان کی اجتماعی زیارت کرنا، خطاب کرنا، ذکر و تذکیر اور وعظ و نصیحت کرنا سنت رسول ﷺ ہے، اس موقع پر خطاب میں حضور ﷺ نے اپنے فضائل اور مناقب بیان فرماتے۔

پھر فرمایا: وَاِنِّيْ وَاللهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِي اَلْاٰنَ. اس جملے میں خوشخبری سنائی کہ میں اس وقت اس حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ حوض، جنت میں ہے مگر اس کا ظہور قیامت کے دن ہوگا اور یہ حقائق غیبیہ میں سے ہے۔ مگر حضور ﷺ مدینہ کی سرزمین پر کھڑے ہو کر اسی لمحے اس حوض کوثر کا مشاہدہ بھی فرما رہے ہیں جو جنت میں ہے یا جو قیامت کے دن ظاہر ہونے والا ہے۔ گویا وہاں کھڑے ہو کر حضور ﷺ جنت بھی دیکھ رہے ہیں اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن کا منظر بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ پھر آقا کریم ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے زمین کے خزانوں کی یا زمین کی کنجیاں دی گئیں، اس سے ہمارے آقا ﷺ روے زمین کے خزانوں یا زمین کے مالک ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں۔

اصحاب مزارات کے توسل سے دعاؤں کی جلد قبولیت:

جمہور مسلمانوں کا مزارات پر حاضر ہونا اور ان کے وسیلے سے دعائیں کرنا نہایت معقول اور حزم و احتیاط کا آئینہ دار ہے۔ قاضی الحاجات، فریاد رس اور حقیقی مشکل کشا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لیکن مقربین بارگاہ الٰہی انبیا اور اولیا کا دُعا میں توسل جائز ہے اور ان کے توسل سے دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اِس سلسلہ میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> ”واز جملہ آداب زیارت است کہ روئے بجانب قبر وپشت بجانب قبلہ مقابل روئے میت بایستد وسلام دہد ومسح نکند قبر رابدست وبوسہ ندہد آنرا ومنحنی نشود وروئے بخاک نمالد کہ ایں عادتِ نصاریٰ است۔ وقرات نزد قبر مکروہ است نزد ابی حنیفہ ونزدِ محمد مکروہ نیست۔ وصدر الشہید کہ یکے از مشائخ حنفیہ است بقول محمد اخز کردہ وفتویٰ ہم بریں است۔ وشیخ امام محمد بن الفضل گفتہ کہ مکروہ قراتِ قرآن بہ جہراست واما مخافت لاباس بہ است اگرچہ ختم کند۔“

”قبورِ اولیا کی زیارات کے آداب میں سے ہے کہ زائر قبر کی طرف منہ اور قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے صاحبِ قبر کے منہ کے برابر کھڑا ہو جائے، اُسے سلام کہے، ہاتھ سے قبر کو نہ چھوئے اور نہ قبر کو بوسہ دے اور نہ قبر کے سامنے جھکے اور قبر کے سامنے مٹی پر اپنا منہ نہ ملے کیوں کہ یہ

طریقہ نصاریٰ کا ہے۔ قبر کے پاس قرآن حکیم کی تلاوت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک (بآوازِ بلند) مکروہ ہے، مگر امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ علمائے احناف میں سے صدر الشہید نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ شیخ امام محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ قبر کے نزدیک اُونچی آواز میں قرآن خوانی مکروہ ہے، لیکن اگر دھیمی آواز میں ہو تو سارا قرآن مجید پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔" (شاہ عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور: 763)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صالحینِ اُمت کے مزارات کو بوسہ دینا ضروری اُمور میں سے نہیں ہے۔ اکابر مشائخ کے ملفوظات اور اُن کے معمولات میں احتیاط پسندی کی خاطر بوسہ دینے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

پس اقرب بصواب می نماید کہ کسے از ثقات و مقتدایان تقبیلِ مزارات متبرکہ ہم نہ نماید، تاکہ عوام کالانعام در ورطۂ ضلال نیفتند۔ چہ بہ سبب جہل فرق میانِ سجود و تقبیل کردن نمی توانند۔

"بہتر یہی ہے کہ اربابِ علم اور رہنمایانِ قوم میں سے کوئی آدمی مزارات کا بوسہ نہ لے تاکہ دیکھا دیکھی میں بے علم اور عام اَن پڑھ لوگ گمراہی کے بھنور میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ وہ جہالت کی وجہ سے بوسہ اور سجدہ میں تمیز نہیں کرسکتے۔" (پیر مہر علی شاہ، تحقیق الحق: 159)

تعظیماً بوسہ دینا فی نفسہ منع اور ناجائز نہیں ہے۔ اکابر علما و مشائخ نے صرف احتیاط کی خاطر بوسہ دینے سے منع کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خواص کا عمل عام حضرات کے لیے دلیل و حجت ہوتا ہے اس لیے خواص کو بطورِ خاص احتیاط کا دامن تھامنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ خواص تو بوسہ اور سجدہ کا فرق بخوبی سمجھتے ہیں لیکن عوام یہ فرق نہیں سمجھتے اِس لیے عوام کی خاطر انہیں بھی منع کیا گیا ہے۔

بزرگوں کے نزدیک دُعا میں زیادہ پسندیدہ اور محتاط طریقہ یہی ہے کہ قرآن و سنت میں منقول دُعائیں مانگنا معمول بنایا جائے اور حضرات انبیا علیہم السلام و اولیائے کرام کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ اگر خاص حاجت مانگنی ہو تو حضرات انبیا و اولیا و مقربینِ بارگاہِ الٰہی سے اور خاص طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دُعا فرما دیں کہ ہماری مشکلات آسان فرمادے اور حاجتیں پوری فرمادے۔

جہاں تک خواص کا معاملہ ہے تو اپنی خداداد بصیرت اور رُوحانی طاقت سے عالمِ کشف میں وہ صاحبانِ قبر سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں اور صاحبِ مزار سے رابطہ بھی رکھتے ہیں۔ جہاں صالحین کے مزار کی زیارت سے زائرین کو روحانی فیض و برکت حاصل ہوتی ہے وہیں بعض اوقات صاحبِ ولایت زائرین سے صاحبانِ قبر کی رُوح بھی روحانی برکت و فیض حاصل کرتی ہے۔

حضرات انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام کے تعلق سے یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ذاتی یا مستقل طور پر متصرف ہیں یا اِس طرح تصرف و اختیار میں شریک سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ اُن کی شرکت کے بغیر کائنات کا نظام نہیں چلا سکتا، کفر ہے۔ اس طرح کی ہر غلطی کی بر وقت سنجیدگی سے اصلاح کرنا چاہیے۔ بزرگوں سے عقیدت اپنی جگہ لیکن کسی بھی مسئلہ میں غلو جائز نہیں۔

مزارات کے طواف اور شور و غل کی ممانعت:

کعبۃ اللہ کے علاوہ کسی مقام یا قبر کا طوافِ تعظیمی منع ہے۔ فقہائے کرام نے قبرستان میں خیرات اور شیرینی تقسیم کرنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ تقسیم کے وقت حاصل کرنے والے شور و غل کرتے ہیں۔ قبرستان کا ادب و احترام قائم نہیں رہتا لہٰذا ایسا کرنے میں بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ مساکین اور زائرین کے لیے مزارات پر الگ اہتمام ہونا چاہیے۔ مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کے اعراس میں جو ناجائز افعال و اعمال کیے جاتے ہیں ان سے صاحبِ مزار کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اِس طرح صاحبِ مزار کا فیض اور برکت زائر کو نصیب نہیں ہوتی۔ خیرات کی چیزیں اُوپر سے پھینکنا اور لوگوں کا اُن کو بطور تبرک حاصل کرنے کے لئے شور و غل کرنا، ایسے تمام اُمور غلط ہیں اور سلف صالحین نے اِن کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ اس طرزِ عمل سے ایک تو رزق کی بے حرمتی ہوتی ہے، دوسرا مزار کا ماحول اور اُس کا تقدس پامال ہوتا ہے اور تیسرا اِس میں ریاکاری کا عمل دخل ہے۔ لہٰذا ایسے تمام اُمور سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مزارات پر نذر و نیاز اور تبرک کی حقیقت:

مزاراتِ اولیا پر نذر و نیاز دینے اور وہاں "لنگر" پکانے یا کھانے کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ یہ ایک نیک عمل ہے جس کی اصل قرآن و

سنت میں موجود ہے۔ یہ صدقہ جاریہ کی ایک مستحسن صورت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو نواز رکھا ہے۔ ”اطعام الطعام“ تعلیمات قرآن و سنت کی معروف اصطلاح اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ سورۃ الدھر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مخلص بندوں کی خصوصیات بیان فرمائی ہیں جن میں ضرورت مندوں اور ناداروں کو کھانا کھلانا بنیادی خصوصیت قرار دیا گیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًاO إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًاO إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًاO

”اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کیلئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔ ہمیں تو اپنے ربّ سے اُس دن کا خوف رہتا ہے جو (چہروں کو) نہایت سیاہ (اور) بدنما کر دینے والا ہے۔“ (سورہ دہر 76، آیت: 8، 9، 10)

یہ کام اہل اللہ کے نزدیک نفلی عبادت سے زیادہ باعثِ ثواب ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ مخلوقِ خدا کی خدمت دراصل اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا نمایاں وصف ہے اور اسوۂ حسنہ کے اتباع میں تمام صوفیا کا معمول رہا ہے۔ حضور ﷺ خود یتیموں، مسکینوں اور ناداروں کا سہارا اور ملجا تھے۔ آپ ﷺ سے مروی متعدد احادیث میں ”اطعام الطعام“ کی ترغیب اور حکم موجود ہے۔ بلکہ بعض صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے اسلام کی تعریف اور بنیادی خصوصیات میں کھانا کھلانے اور دوسرے کی خیر خواہی چاہنے کو شامل فرمایا۔ ملاحظہ ہو فرمان نبوی:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جس وقت مدینہ تشریف لائے تو اول کلام جو میں نے ان سے سنا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَ أَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

(ترمذی، السنن، کتاب صفۃ القیامۃ، 4: 652، رقم: 2485)

”لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سو رہے ہوں، نماز پڑھو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

4۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اطعام الطعام کو اللہ کی عبادت کا ہم پلہ عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا: اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَ أَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ أَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

(ترمذی، السنن، کتاب الأطعمۃ، باب فضل اطعام الطعام، 4: 2870، رقم: 1855)

”تم رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو ان تین امور کی انجام دہی کے ثمر کے طور پر تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

عرس کا پیغام نماز باجماعت کا اہتمام:

آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ اعراس کا منعقد کرنا یا ان میں شرکت کرنا شرعی طور پر فرض اور ضروری نہیں ہے، جب کہ پانچ اوقات کی نماز پڑھنا فرض ہے، نماز باجماعت کی اہمیت بھی آپ پر واضح ہے، مرشدانِ طریقت اور بزرگانِ دین سے عقیدت اور محبت اچھی اور بہت اچھی ہے۔ اس کے بے شمار منافع ہیں مگر جو فرائض و واجبات اور شرعی لازمی امور ہیں، بزرگوں سے سچی عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے لازمی احکام پر عمل کریں اور سنن مؤکدات اور دیگر ترجیحی مسائل پر بھی عمل پیرا ہوں۔

اگر آپ حضرات ہمارے نقطۂ نظر تک پہنچ رہے ہیں تو ہمارے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پنج وقتہ نمازوں کا حکم صادر فرمایا ہے اور اسلام نے نماز باجماعت کی تاکیدات فرمائی ہیں، ہم سب کو اعراس کی نورانی اور عرفانی محفلوں میں باجماعت نمازیں پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح دیگر غیر شرعی معاملات سے بھی سخت اجتناب کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق خیر سے سرفراز فرمائے اور اعراس کی روحانی برکتوں سے شاد کام فرمائے۔ آمین۔ *****

تفہیم قرآن

قسم کے احکام قرآن کریم کی روشنی میں

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

اپنی بات کو یقینی بنانے اور مخاطب کو اعتماد میں لینے کے لیے قسم کا سہارا لیا جاتا ہے، قسم کھانا منع نہیں، البتہ بار بار قسم کھانا اور بلا ضرورت قسم کھانا منع ہے، اسی لیے بوقت ضرورت قسم کھائی جائے، اور شریعت و سنت کے مطابق قسم کھائی جائے، قرآن و حدیث میں قسم کے آداب و اصول بیان کیے گئے ہیں، اور کتب فقہ میں قسم کی ممکنہ قسمیں اور اس سے متعلق ضروری احکام درج کیے گئے ہیں، ہم یہاں قرآنی آیات کی روشنی میں قسم کے بعض ضروری احکام بیان کریں گے۔

1- جب کوئی شخص قسم کھاتا ہے، یعنی کسی کام کے ہونے یا کرنے کا ذکر کرتا ہے، پھر اپنے دعوے کی صداقت پر کسی نام کو گواہ بناتا ہے تو گویا وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ میں جس کے نام کی قسم کھا رہا ہوں اس کی عظمت میرے نزدیک مسلم ہے، اور میں وعدہ خلافی اور کذب بیانی کا سہارا لے کر اس نام کی حرمت کو پامال نہیں کر سکتا، ظاہر سی بات ہے کہ ایسا تقدس ہر نام کے ساتھ نہیں ہو سکتا، ایسا تقدس و احترام تو صرف اللہ کے نام کے ساتھ ہی متصور ہے، اسی لیے صرف اللہ کے نام اور اس کے صفات کی قسم کھائی جا سکتی ہے، باقی چیزوں کی نہیں کھائی جا سکتی، امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ. (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تمھیں اپنے آبا و اجداد کی قسم اٹھانے سے منع کرتا ہے، لہٰذا جسے قسم اٹھانا ہو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث پاک میں حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِآبَائِكُمْ. (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

یعنی تم بتوں کی قسم نہ کھاؤ، اسی طرح اپنے باپ دادا کی قسمیں نہ کھاؤ۔

انھی احادیث کی روشنی میں فقہاے کرام نے فرمایا کہ صرف اللہ کی قسم کھائی جائے گی، یعنی اس کے ذاتی اور صفاتی ناموں کی قسم کھائی جائے گی، اس کے سوا کسی دوسری چیز کی قسم نہ کھائی جائے گی، بہار شریعت میں ہے:

غیر خدا کی قسم، قسم نہیں، مثلاً تمھاری قسم، اپنی قسم، تمھاری جان کی قسم، اپنی جان کی قسم، تمھارے سر کی قسم، اپنے سر کی قسم، آنکھوں کی قسم، جوانی کی قسم، ماں باپ کی قسم، اولاد کی قسم، مذہب کی قسم، دین کی قسم، علم کی قسم، کعبہ کی قسم، عرش الٰہی کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم۔ (بہار شریعت، قسم کا بیان، حصہ نہم)

2- بلا ضرورت اور بار بار قسم کھانا منع ہے، زیادہ قسم کھانا کفار و مشرکین کا طریقہ ہے، قرآن کریم نے ولید بن مغیرہ کے بہت سے عیوب بیان کیے، جن میں سب سے پہلا عیب یہ بیان کیا کہ وہ حلاف ہے، بکثرت قسمیں کھاتا ہے، فرمایا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ○ [القلم 10]

اے نبی! آپ اس کی بات نہ سنیں جو بہت زیادہ قسمیں کھاتا ہے، اور وہ ذلیل ہے۔

عیوب کی فہرست میں سب سے پہلے کثرت حلف کو ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جو شخص بکثرت قسم کھانے کا عادی ہوتا ہے وہ قسم کا سہارا لے کر کسی بھی گناہ میں ملوث ہو جاتا ہے، کیوں کہ اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ جیسے میں نے قسم کا سہارا لے کر گناہ کیا ہے ویسے ہی قسم کا سہارا لے کر سزا سے بچ جاؤں گا، اس طرح بکثرت قسم کھانے والے گناہوں پر جری ہو جاتے ہیں، اور اللہ کی نافرمانی پر اتر آتے ہیں، اسی لیے جہاں تک ہو سکے قسم

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

کھانے سے احتراز کیا جائے۔

3-جب بھی قسم اٹھائے سچی قسم اٹھائے، کیوں کہ جھوٹی قسم اٹھانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الکبائر: الإشراك بالله، وعقوق الوالدين، وقتل النفس، واليمين الغموس۔

یعنی کبیرہ گناہ یہ ہیں، شرک، والدین کی نافرمانی، بے قصور انسان کا قتل اور جھوٹی قسم۔

جھوٹی قسم کبیرہ گناہ ہے، اور جھوٹی قسم کھانا یہود اور منافقین کا شعار ہے، یہودی توریت کی آیات میں تحریف کیا کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور اسلام کی صداقت و حقانیت کے سلسلے میں نازل شدہ آیات میں اپنی مرضی کے مطابق ترمیم کرتے تھے، اور تبدیل شدہ آیات کو کلام الٰہی بتاتے تھے، لیکن اس ناپاک مقصد میں کامیابی جھوٹی قسموں کے بغیر ممکن نہیں تھی، اسی لیے جھوٹی قسمیں کھاکر اپنی اور دوسروں کی آخرت برباد کیا کرتے تھے، ایسے ہی باطل پیشہ یہود کے لیے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ" (النحل:94)

تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکے کا ذریعہ نہ بناؤ، ورنہ کچھ لوگوں کے قدم جمنے کے بعد اکھڑ جائیں گے، اور تم اللہ کے راستے سے روکنے کی پاداش میں عذاب کا سامنا کروگے، اور آخرت میں تمھارے لیے بڑا عذاب ہوگا۔

اس آیت میں ان یہود کی مذمت کی گئی ہے جو دنیاوی مفاد کے لیے جھوٹی قسمیں کھایا کرتے تھے، اور اپنی قسموں کی آڑ میں لوگوں کو پیغمبر اسلام اور راہ حق سے روکنے کی کوشش کرتے تھے، اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تمھاری جھوٹی قسموں کی وجہ سے لوگ راہ راست سے منحرف ہوں گے، اس کی سزا تمھیں دنیا میں بھی ملے گی اور آخرت میں بھی۔

دوسری آیت میں ان کی اخروی سزا کا ذکر کچھ اس طور پر کیا گیا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" [آل عمران 77]

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد و پیمان اور اپنی جھوٹی قسموں کے عوض دنیا کی معمولی پونجی حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا، اور اللہ رب العزت قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

یہ کلام الٰہی میں تحریف، اس تحریف پر رشوت، اور اسی تحریف شدہ کلام کو جھوٹی قسمیں کھاکر کلام الٰہی بتانے اور لوگوں کو راہ راست سے روکنے کا انجام، اللہ رب العزت ایسی جرات و بد باطنی سے محفوظ فرمائے۔

4-جب قسم کھائے تو اسے پوری کرے، کیوں کہ قسم بھی ایک قسم کا عہد و پیمان ہے، اور مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی چیز کا عہد کرے، اور اسے پورا نہ کرے، ارشاد باری ہے:

"وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ" (النحل:91)

اور جب تم عہد کرو تو اللہ کا عہد پورا کرو، اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو جب کہ تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو، اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت میں کسی بھی عہد و پیمان کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کے عموم میں قسم بھی داخل ہے، اس کے باوجود خصوصی طور پر فرمایا کہ پختہ قسم کھانے کے بعد نہ توڑو، کیوں کہ جب بندہ اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اسے اپنے اوپر ضامن بنالیتا ہے، اور مومن کو زیب نہیں دیتا کہ جس معاملے میں اللہ کو ضامن بنایا ہے اسی معاملے میں عہد شکنی کرے، اسی لیے ہر جائز قسم پوری کرنا چاہیے۔

علاوہ ازیں بلا وجہ قسم توڑنا مسلمان کا شیوہ نہیں، کفار کا طریقہ ہے، قرآن کریم نے کئی مقامات پر مشرکین عرب کی عہد شکنی کا تذکرہ فرمایا اور اس بات کا ذکر کیا کہ یہ لوگ اپنی قسمیں پوری نہیں کرتے، باری

تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِیْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ﴿۱۲﴾"[التوبۃ12]

اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمھارے دین پر اعتراض کریں تو قائدین کفر سے اس امید پر جنگ کرو کہ وہ باز آجائیں گے، بے شک ان کی قسموں کی کوئی حیثیت نہیں۔

اس آیت کے مطابق جن کے دل میں ایمان کی رمق ہوتی ہے وہ اللہ کی ذات وصفات کی حرمت کا خیال رکھتے ہیں، ساتھ ہی اپنی زبان کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں اسی لیے وہ اپنی قسمیں پوری کرتے ہیں، اور جن کے دل نور ایمان سے خالی ہوتے ہیں ان کی نظروں میں اللہ کے نام پر لی جانے والی قسموں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، اسی لیے وہ قسمیں توڑ دیتے ہیں، لہذا بلا وجہ قسم توڑنے والوں کو ہوش کے ناخن لینا چاہیے اور اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کس کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، لہذا قسم توڑنے سے گریز کیا جائے، یہی کتاب وسنت کا حکم ہے، اور یہی مومن کی پہچان ہے۔

5- ہمیشہ اچھی قسم کھائے، یعنی کسی کار خیر سے باز رہنے، یا کسی محظور شرعی کا ارتکاب کرنے کی قسم نہ کھائے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴿۲۲۴﴾"
[البقرۃ224]

اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ تم نیکی، پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان مصالحت نہیں کروگے، اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اس آیت کے تحت امام سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور میں مختلف روایتیں نقل کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قدیم زمانے میں کوئی بھی شخص قسم کھالیتا کہ وہ قرابت داروں سے ملاقات نہیں کرے گا، صدقہ نہیں دے گا، یا دو لوگوں کے درمیان صلح نہیں کروائے گا، پھر جب ایسے شخص سے کہا جاتا کہ صلہ رحمی کرو، اور لوگوں سے بات کرو تو کہتا میں نے بات نہ کرنے کی قسم کھالی ہے، اگر بات کرلوں تو قسم ٹوٹ جائے گی، اس طرح بہت سے افراد اللہ کے نام پر اٹھائی گئی قسم کا بہانہ بنا کر گناہ کا ارتکاب کرتے یا کم از کم کارہائے خیر سے اجتناب کیا کرتے تھے، تو اللہ نے انھیں ایسی قسموں سے منع فرمایا۔

اسی کے مثل ایک دوسری آیت میں فرمایا:

"وَ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴿۲۲﴾"[النور22]

جو تم میں فضل اور وسعت والے ہیں وہ یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ قرابت داروں کو، مسکینوں کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، معاف کردو، درگزر کرو، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمھیں معاف کردے، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، آپ اپنے غریب خالہ زاد بھائی حضرت مسطح پر خرچ کیا کرتے تھے، لیکن جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے میں حضرت مسطح کی طرف سے دل آزاری ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ میں آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دوں گا، اس موقع پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی کہ کسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور غریبوں کی کفالت کرنے سے باز رہنے کی قسمیں نہ کھاؤ، اور اگر کسی سے تکلیف پہنچے تو اسے درگزر کردو اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر فرمائے گا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے حضرت مسطح کو معاف کردیا اور حسب سابق ان کا خرچ بحال کردیا۔

اس آیت کریمہ کے مطابق کسی کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ کار خیر سے باز رہنے کی قسم کھائے، اور اگر نادانستہ طور پر کوئی ایسی قسم کھالے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی قسم توڑ دے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن حَلَفَ عَلى يَمِينٍ فَرَأى غَيْرَها خَيْرًا مِنها فَلْيَأْتِ الَّذِي هو خَيْرٌ، ولْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ.(مسلم، کتاب الایمان)

جو کسی چیز کی قسم کھائے، پھر دیکھے کہ خیر اس کے علاوہ میں ہے تو جس میں خیر ہو وہ کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

6-قسم کی تین قسمیں ہیں، اور ہر ایک کے احکام جداگانہ ہیں، ارشاد باری ہے:

"لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۝۲۲۵" [البقرۃ 225]

اللہ تم سے یمین لغو پر مواخذہ نہیں فرماتا، لیکن ان قسموں پر مواخذہ فرماتا ہے جن کا تمھارے دلوں نے ارادہ کیا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

قسم تین طرح کی ہوتی ہے:

1-لغو۔

2-غموس۔

3-منعقدہ

لغو یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے، اور در حقیقت وہ اس کے خلاف ہو، یہ معاف ہے، اس پر کفارہ نہیں۔

غموس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے، اس میں گناہ ہوگا۔ (اور توبہ واستغفار کرنا ہوگا)

منعقدہ یہ ہے کہ آئندہ کسی امر پر قصد کرکے قسم کھائے، اگر اس قسم کو توڑے گا تو گناہ گار بھی ہوگا، اور کفارہ بھی لازم ہوگا۔

7-قرآن کریم نے قسم کی قسمیں بیان کرنے کے بعد قسم کا کفارہ بھی بیان کیا، چنانچہ فرمایا:

"لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْؕ وَ احْفَظُوْۤا اَیْمَانَكُمْؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۸۹"

یعنی اللہ تمھاری غیر ارادی قسموں پر گرفت نہیں فرماتا ہے، لیکن تمھاری پختہ قسموں پر گرفت فرمائے گا، تو ان کا کفارہ دس مسکینوں کو درمیانی درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا ہے، یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، اور جو ان میں سے کسی پر قادر نہ ہو وہ تین دن روزہ رکھے، یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب کہ تم قسم کھا کر توڑ دو، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اللہ اپنی نشانیاں یوں ہی بیان فرماتا ہے، تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

ابھی ہم نے بتایا کہ قسم کی تین قسمیں ہیں، یمینِ لغو، یمینِ غموس اور یمینِ منعقدہ۔ یمین لغو غیر ارادی قسم ہوتی ہے، اس لیے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔ یمینِ غموس سراسر جھوٹی قسم ہوتی ہے، اسی لیے حدیث پاک میں اسے کبیرہ گناہ قرار دیا گیا، اور یہ ایسا کبیرہ گناہ ہے جس کی تلافی کفارے سے نہیں ہو سکتی، بلکہ اس کے لیے فوری توبہ واستغفار کرنا ضروری ہوگا۔

یمینِ منعقدہ میں آئندہ کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کی قسم ہوتی ہے، قسم کھانے والے نے جس کام کی قسم کھائی وہ جائز و مباح ہو تو اپنی قسم پوری کرلے، اور اگر وہ ناجائز ہو تو قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے، اسی طرح کسی جائز کام کی قسم کھائی اور کسی وجہ سے ٹوٹ گئی تب بھی کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے، اور کھانا بھی متوسط درجے کا ہو جسے قسم کھانے والا خود کھاتا ہے اور اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہے، یا دس مسکینوں کو متوسط درجے کے کپڑے پہنا دے، یا ایک غلام آزاد کرے، اور جو ان میں سے کسی کی استطاعت نہیں رکھتا وہ پے در پے تین دن روزے رکھے، اس طرح قسم کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ پہلے ہی سوچ سمجھ کر قسم اٹھائے؛ تاکہ قسم توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ قسم کے معاملے میں کافی احتیاط کی ضرورت ہے، اور معمولی چوک بہت بڑی آزمائش بن سکتی ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو حسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

***

ایصال ثواب

مبارک حسین مصباحی

حدیث نبوی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مرحومہ کی والدہ ماجدہ نے جو نذر مانی تھی اس کی تکمیل سے قبل ہی والدہ کا وصال ہو گیا، رسولِ کریم ﷺ نے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: ہاں، تم ان کی نذر پوری کرو، انھیں اس نذر کرنے کا ثواب ملے گا، اور نذر پوری نہ کرنے سے انھیں جو عذاب ملنے والا تھا وہ ان سے ٹل جائے گا۔

(4)-عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ فَقَالَ: «لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ، أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى».

(مسلم شریف، رقم الحدیث 1148، کتاب الصیام)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس پر ایک مہینے کے روزوں کی قضا لازم ہے۔ تو کیا میں ان کی طرف سے قضا کی تکمیل کر دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری ماں پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تو وہ قرض اس کی طرف سے ادا کرتا؟ عرض کیا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض زیادہ اس کا حق دار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

رسول کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ہماری والدہ ماجدہ پر جو ایک ماہ کے روزے باقی ہیں کیا میں فدیہ وغیرہ سے اس کی تکمیل کر دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم ان کی قضا ادا کرو، والدہ ماجدہ کو اس کا ثواب پہنچے گا اور ان پر جو سختی ہونے والی ہے وہ ان سے ختم ہو جائے گی۔

عبادت مالیہ اور بدنیہ کے ذریعہ ایصال ثواب:

(1)- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ " نَعَمْ " . وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ .(صحیح بخاری، رقم الحدیث 1513 صحیح مسلم، رقم الحدیث 1334)

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی۔ فضل اس کو دیکھنے لگے وہ بھی انہیں دیکھ رہی تھی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ بار بار دوسری طرف موڑ دینا چاہتے تھے۔ اس عورت نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کا فریضۂ حج اس کے بندوں پر ہے، میرے والد کے لیے حج ادا کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں اونٹنی پر بیٹھ نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج (بدل) کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا۔

معذور پر اگر فریضۂ حج لازم ہو گیا، وہ اپنے عمر دراز ہونے کی وجہ سے سواری وغیرہ پر بیٹھنے سے قاصر ہے تو اس کی جانب سے کوئی دوسرا حج بدل کر سکتا ہے۔ یعنی ایک بندہ مومن کا عمل دوسرے معذور بندے کے لیے مفید ہو سکتا ہے، حج بدل کرنے والا خود بھی ثواب پائے اور جس کی طرف سے ادا کرے گا اس کا فریضہ بھی ادا ہو جائے گا۔

(2)-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةً، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجَّ عَنْهَا قَالَ " نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ " . قَالَتْ نَعَمْ. فَقَالَ " فَاقْضُوا الَّذِي لَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ ".(صحیح بخاری، رقم الحدیث: 7315)

mubarakmisbahi@gmail.com

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ (ادائیگی سے پہلے ہی) وفات پا گئیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے حج کرلو۔ تمھارا کیا خیال ہے، اگر تمھاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اسے پورا کرتیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس قرض کو بھی پورا کر جو اللہ تعالیٰ کا ہے کیوں کہ اس قرض کا پورا کرنا زیادہ ضروری ہے۔"

کسی فرد نے اگر حج ادا کرنے کی نذر مانی اور ادائیگی سے قبل انتقال کر گیا، اب اس کی جانب سے کوئی دوسرا مسلمان حج بدل کر کے نذر پوری کر سکتا ہے، یہی اس حدیث کا خلاصہ ہے۔

(3)- عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ» ثُمَّ قَالَ: «اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ» فَفَعَلَتْ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ» . ثُمَّ ضحى بِهِ. (صحيح مسلم، رقم الحديث 1967)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو (یعنی پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں)۔ پھر ایک ایسا مینڈھا قربانی کے لیے لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! چھری لا۔ پھر فرمایا کہ اس کو پتھر سے تیز کر لے۔ میں نے تیز کر دی۔ پھر آپ ﷺ نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا، پھر ذبح کرتے وقت فرمایا کہ بسم اللہ! اے اللہ! محمد (ﷺ) کی طرف سے اور محمد (ﷺ) کی آل کی طرف سے اور محمد (ﷺ) کی امت کی طرف سے اس کو قبول کر، پھر اس کی قربانی کی۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ بکرا اور مینڈھا ایک عدد فرد واحد کی جانب سے عید قرباں میں ذبح کیا جا سکتا ہے، حالاں کہ یہاں ایک مینڈھے کو اپنی جانب سے، اپنی آل کی جانب سے اور اپنی امت کی جانب سے ذبح کیا گیا۔ ایک دوسری حدیث میں دو مینڈھے لانے کا ذکر ہے، یہ در اصل ہمارے رسول ﷺ کی خصوصیت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حرام و حلال اور جائز و ناجائز کرنے کا اختیار بھی عطا فرمایا ہے۔

(4)قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : من حج عن ميت فللذي حج عنه اجره مثل أجره، ومن فَطَّر صائمًا فله مثل أجره، ومن دعا إلى خير فله مثل أجر فاعله. (مجمع الزوائد، ج: 3/ 461، رقم الحديث 5686)

ترجمہ: حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جو کسی وفات یافتہ کی جانب سے حج کرے، اس کے لیے ثواب مثل میت کے ثواب ہو گا اور جو روزہ دار کو افطار کرائے اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، اور جو کسی کو نیک کام کی دعوت دے اسے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت کی جانب سے حج بدل کیا جا سکتا ہے، کرنے والے کو بھی میت کے برابر ثواب ہوتا ہے۔ اسی طرح روزہ افطار کرانے والے کو روزہ دار کے مطابق ثواب ہے اور نیکی کی دعوت دینے والے کو ان تمام حضرات کے مطابق ثواب ہے، جو اس کی دعوت خیر پر عمل کرتے ہیں۔

(5)-عن جابر ابن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من حج عن ابيه وامه فقد قضى عنه حجة وكان له فضل عشر حجج. (الدار قطنى : 2587)

ترجمہ: حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے باپ اور ماں کی طرف سے حج کیا تو بے شک اس نے ان کی جانب سے حج ادا کر دیا اور خود دس بار حج کرنے کی فضیلت حاصل کی، اسے دار قطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ ہی والے سے روایت کیا۔

جس نے اپنے والدین کریمین کی جانب سے حج کیا تو ان دونوں کی جانب سے تو حج ادا ہو گیا، نیز خود حج بدل کرنے والے کو دس بار حج کرنے کا ثواب ملے گا۔ یعنی ایک ثواب دوسرے کو پہنچنے کا جواز ہے اور دس گنا ثواب بھی ہے۔

فقہی احکام اور ایصال ثواب:

فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ اول میں ہے:

أَنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .... وَالْعِبَادَاتُ أَنْوَاعُ : مَالِيَّةٌ مَحْضَةٌ كَالزَّكَاةِ، وَبَدَنِيَّةٌ مَحْضَةٌ كَالصَّلَاةِ، وَمُرَكَّبَةٌ مِنْهُمَا كَالْحَجِّ، وَالنِّيَابَةُ تَجْرِي فِي النَّوْعِ الْأَوَّلِ فِي حَالَتَيْ الِاخْتِيَارِ وَالضَّرُورَةِ لِحُصُولِ الْمَقْصُودِ بِفِعْلِ النَّائِبِ، وَلَا تَجْرِي فِي النَّوْعِ الثَّانِي بِحَالٍ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ وَهُوَ إِتْعَابُ النَّفْسِ لَا يَحْصُلُ بِهِ، وَتَجْرِي فِي النَّوْعِ الثَّالِثِ عِنْدَ الْعَجْزِ لِلْمَعْنَى الثَّانِي وَهُوَ الْمَشَقَّةُ بِتَنْقِيصِ الْمَالِ، وَلَا تَجْرِي عِنْدَ الْقُدْرَةِ لِعَدَمِ إِتْعَابِ النَّفْسِ، وَالشَّرْطُ الْعَجْزُ الدَّائِمُ إِلَى وَقْتِ الْمَوْتِ لِأَنَّ الْحَجَّ فَرْضُ الْعُمْرِ، وَفِي الْحَجِّ النَّفْلِ تَجُوزُ الْإِنَابَةُ حَالَةَ الْقُدْرَةِ لِأَنَّ بَابَ النَّفْلِ أَوْسَعُ ثُمَّ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ أَنَّ الْحَجَّ يَقَعُ عَنِ الْمَحْجُوجِ عَنْهُ وَبِذَلِكَ تَشْهَدُ الْأَخْبَارُ الْوَارِدَةُ فِي الْبَابِ كَحَدِيثِ الْخَثْعَمِيَّةِ فَإِنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ فِيهِ « حُجِّي عَنْ أَبِيكِ وَاعْتَمِرِي. وَعَنْ مُحَمَّدٍ - رَحِمَهُ اللَّهُ - : أَنَّ الْحَجَّ يَقَعُ عَنِ الْحَاجِّ، وَلِلْآمِرِ ثَوَابُ النَّفَقَةِ لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ بَدَنِيَّةٌ، وَعِنْدَ الْعَجْزِ أُقِيمَ الْإِنْفَاقُ إِذَا قَامَ مَقَامَ الصَّوْمِ.(هدایه: 1/ 296)

ترجمہ: انسان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچادے، خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ، صدقہ ہو یا کوئی اور عمل (مثلاً تلاوت قرآن اور دیگر اذکار) یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ثابت ہے... اور عبادات کی کئی اقسام ہیں: مالیہ محضہ، مثلاً زکوۃ، بدنیہ محضہ مثلا نماز، ان دونوں سے مرکب مثلاً حج اور قسم اول (مالیہ محضہ) میں اختیار اور ضرورت دونوں حالتوں میں نیابت جاری ہوتی ہے، کیوں کہ اس میں مقصود حاصل ہے، نائب کے فعل ہے۔ اور قسم ثانی (بدنیہ محضہ مثلاً نماز) میں نیابت جاری نہیں ہوتی، کیوں کہ اس میں مقصود ہے نفس کو مشقت میں ڈالنا اور وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا اور قسم ثالث (جو مال اور بدن سے مرکب ہو، مثلاً حج) اس میں عجز کے وقت نیابت جاری ہوتی ہے، کیوں کہ اس میں مال کم ہونے سے مشقت حاصل ہوتی ہے اور جب انسان عاجز نہ ہو، بلکہ قادر ہو، کیوں کہ اس میں نفس و تھکانے کی مشقت نہیں ہے، اور شرط یہ ہے کہ موت تک دائمی عجز رہے، کیوں کہ حج عمر میں صرف ایک بار فرض ہوتا ہے اور حج نفل میں نیابت مطلقا جائز ہے اور حالت قدرت میں بھی دوسرے کی طرف سے حج کرنا جائز ہے، کیوں کہ نفل کے باب میں وسعت ہے، پھر ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج اس کا ہوگا جس کی طرف سے حج کیا ہے، کیوں کہ نبی ﷺ نے خثعمی عورت سے فرمایا تھا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج کرو اور عمرہ کرو" اور امام محمد کا قول یہ ہے کہ "حج "حج کرنے والے کی طرف سے ہوگا اور حج کرانے والے کے لیے مال خرچ کرنے کا ثواب ہوگا، کیوں کہ یہ عبادت بدنیہ ہے اور عجز کی صورت میں مال خرچ کرنے کو عبادت کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے، جیسے روزہ میں فدیہ دینے کو روزے کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔

امام نووی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں:

"یصله ثواب الدعاء، وثواب الصدقة بالإجماع واختلفوا في ثواب القراءة" (فتاویٰ الامام النووی، ص: 165)

یعنی میت کو دعا و صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اس پر فقہا کا اجماع ہے، قرآن کریم پڑھ کر مردوں کو ثواب پہنچانے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

شرح عقائد میں ہے:"وفي دعاء الاحياء للأموات وصدقتهم أي صدقة الاحياء عنهم أي عن الأموات نفع لهم للأموات خلافا للمعتزلة"(شرح عقائد نسفی، ص:123)

ترجمہ: زندوں کا مردوں کے لیے دعا اور مردوں کی طرف سے صدقہ کرنا مردوں کے لیے نفس بخش ہے، مگر معتزلی اس کا انکار کرتے ہیں۔ خاتم الفقہ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

و في البحر من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والاحياء جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة، كذا في البدائع، ثم قال وبهذا علم أنه لا فرق بين أن يكون المجعول له ميتا أو حيا. والظاهر أنه لا فرق بين أن ينوي به عند الفعل للغير أو يفعله لنفسه بعد ذلك يجعل ثوابه لغيره لاطلاق كلامهم، وأنه لا فرق بين الفرض والنفل " .(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ.264/2)

ترجمہ: بحر الرائق میں ہے کہ جس شخص نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ دیا اس کا ثواب کسی مردہ یا زندہ کو بخشا تو اہل سنت کے نزدیک یہ جائز ہے اور اس کا ثواب ان لوگوں کو پہنچے گا۔ یہی بدائع میں بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ جس کو ثواب پہنچایا

جائے وہ مردہ ہے یا زندہ۔ اور یہ بھی فرق نہیں ہے کہ کام کرتے وقت دوسرے کی نیت کی یا نہیں یا صرف اپنی اور اس کے بعد اس کا ثواب دوسرے کو بخشے، کلام کے مطلق ہونے کی وجہ سے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:" الْأَصْلُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً كَانَ أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا كَالْحَجِّ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالْأَذْكَارِ وَزِيَارَةِ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ - عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - وَالشُّهَدَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَتَكْفِينِ الْمَوْتَى وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ "(فتاوی عالمگیری، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر 257/1)

ترجمہ: اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچادے، خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا کوئی اور عمل۔ جیسے: حج، تلاوت قرآن، انبیا علیہم الصلوۃ والسلام، شہدائے کرام، اولیا اور صالحین کے مزارات کی زیارت، مردوں کو کفن دینا اور دوسرے نیک کام۔

حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:" فذهب أبو حنيفة وأحمد وجمهور السلف إلى وصولها."(شرح فقہ اکبر، ص:158)
یعنی امام اعظم ابو حنیفہ امام احمد بن حنبل اور جماہیر امت کا مسلک یہ ہے کہ ایصال ثواب جائز ہے۔

فقہ حنفی کی چند مستند کتابوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ ایصال ثواب درست اور جائز ہے، عبادت بدنیہ محضہ میں بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے کیونکہ نماز اور روزہ وغیرہ میں بدنی مشقت ہوتی ہے، ان کے تعلق سے فدیے ادا کیے جائیں، فدیوں کی تفصیلات آپ کو فقہی کتابوں میں مل جائے گی۔

ایصال ثواب کے منکرین سے چند سوالات:

(1)- کسی پر حج فرض تھا اور وہ حج کیے بغیر مر گیا تو اس کا وارث اگر اس کی طرف سے حج بدل کرے تو جائز ہے اور مرنے والے کو نفع پہنچتا ہے اگرچہ مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو۔

(2)- کسی نے حج کی منت مانی تھی اور ادا کیے بغیر مر گیا، اگر اس کا وارث اس کی طرف سے حج بدل کر دے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے لیے نفع بخش ہے اگرچہ مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو۔

(3)- کسی نے قربانی کی منت مانی تھی اور قربانی نہ کر سکا اور مر گیا وارث نے اس کی طرف سے کر دی تو درست ہے اگرچہ وصیت نہ کی ہو۔

(4)- کسی نے قربانی کی وصیت کی تو جسے وصیت کی اسے اس کی طرف سے سال بسال قربانی کرنے کی اجازت ہے۔

(5)- کسی نے صدقہ کرنے کی منت مانی تھی اور مر گیا منت پوری نہیں کی تو اس کا وارث اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہے اگرچہ وصیت نہ کی ہو۔

(6) کوئی بوڑھا اتنا کمزور ہے کہ وہ حج نہیں کر سکتا، مگر مالی استطاعت اتنی ہے کہ بج کر سکے تو اس کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں اگرچہ اس نے حکم نہ دیا۔

(7)- زندوں کی طرف سے دوسرا قربانی کر سکتا ہے اگرچہ اس سے انھوں نے قربانی کرنے کے لیے کہا نہ ہو۔

اب خوارج اور معتزلہ اور ان کی فکروں کے حاملین سے گزارش ہے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کیا مندرجہ بالا صورتوں میں دوسروں کی طرف سے عمل کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟ جب آپ ان چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں تو ایصال ثواب، 12 ربیع الاول شریف، گیارہویں شریف، عاشورہ محرم یا دیگر بزرگوں اور مرحومین کے لیے ثواب پہنچانے سے انکار کی وجہ کیا ہے اور ان چیزوں میں منت یا وصیت کرنے یا نہ کرنے کا بھی کوئی امتیاز نہیں ہے۔

قرآن عظیم، احادیث اور صحابہ کرام سے ایصال ثواب پر عملی طور پر اجماع ہے۔ کسی ایک صحابی اور مستند شخصیت سے قطع اجماع نہیں۔ لہذا ہم سب کو چاہیے کہ 12 ربیع الاول شریف کا موقع ہو یا گیارہویں شریف کا، سلطان الہند کی چھٹی شریف ہو یا اولیا کے اعراس، ان میں بے شمار برکات و حسنات ہوتے ہیں، یہ حقائق صالحین پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق حق عطا فرمائے۔ آمین۔ ✡ ✡ ✡ ✡ ✡

c

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

ذاتی ملکیت کی چھت پر مسجد و مدرسہ کی زمین کا وقف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کولکاتا شہر میں خالد نے اپنی ذاتی رقم سے 3 کٹھے پر مشتمل ایک جگہ خریدی اور خریدتے وقت خالد کی یہ نیت تھی کہ ایک کٹھے پر ذاتی دکانیں بنا کر بیچی جائیں گی اور بقیہ 2 کٹھے کو وقف کر کے اس پر مسجد و مدرسہ بنایا جائے گا اور تقریبًا 0.5 کٹھا جس پر دکانیں بنا کر بیچی جائیں گی اس کی چھت کے اوپر سے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کرائی جائے گی۔ مزید خالد نے جگہ خریدتے وقت جگہ کا تعین نہیں کیا تھا کہ کس حصہ میں دکان اور کس حصہ میں مسجد، مدرسہ کی تعمیر ہوگی۔ اس جگہ کی مکمل رقم خالد نے ادا نہیں کی ہے بلکہ کچھ رقم ہی دی ہے اور خالد 2 کٹھے جگہ جس کو وہ مسجد و مدرسے کے لیے وقف کرنا چاہتا ہے وہ ایک تحریک کو بطور انتظام دینا چاہتا ہے تاکہ وہ تحریک اس جگہ پر مسجد و مدرسے کی تعمیرات کر سکے۔ مزید اس جگہ کے 500 میٹر کے فاصلے پر ایک مسجد ہے اور ایک مسجد دوسری جانب 300 میٹر کے فاصلے پر ہے تو اس جگہ پر مسجد بنانے کا ارادہ کرنے پر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس جگہ پر مسجد بنانا درست نہیں ہے اس طرح کرنے سے پہلی مسجد کو ویران کرنا پایا جائے گا حالاں کہ وہ اچھی خاصی آبادی والا علاقہ ہے یہ مسجد بنا بھی لی جائے تو اس مسجد میں نمازیوں کی کمی نہ ہوگی۔

مذکورہ معلومات کی روشنی میں درج ذیل سوالات یہ ہیں کہ

(1) دوکانوں کے اوپر سے مسجد و مدرسہ دونوں کو وقف کیا جاسکتا ہے یا صرف مدرسہ ہی وقف کیا جاسکتا ہے؟

(2) خالد کا جگہ کی رقم کی مکمل ادائگی سے پہلے تحریک کو جگہ دینا تاکہ وہ مسجد و مدرسہ بنا سکے عند الشرع اس میں کوئی قباحت تو نہیں؟؟

(3) اور کیا اس جگہ مسجد بنانے سے 500 اور 300 میٹر دوری پر واقع مساجد کے لیے ویرانی کا سبب بنے گا یا نہیں؟۔ بینوا توجروا

الجواب: چھت میں کسی انسان کا اشتراک ہو تو بالائی منزل پر مسجد کا وقف درست نہیں، اور مدرسہ کا وقف درست ہے۔

اور ملکیت ثابت ہونے کے بعد مسجد و مدرسہ کے لیے زمین کسی سنی تحریک کے حوالے کرنا اور گھنی مسلم آبادی والے علاقے میں وہاں مزید مسجد تعمیر کرنا بھی جائز ہے۔

(1) جو دکانیں خالد کی ذاتی ملکیت ہیں ان کی چھت پر مسجد کا وقف درست نہیں اور مدرسہ کا وقف درست ہے۔ ہدایہ میں ہے:

وقف المشاع جائز عند أبي يوسف إلا في المسجد والمقبرة فإنه لا يتم أيضاً عند أبي يوسف ؛ لأن بقاء الشركة يمنع الخلوص لله تعالى اھ مختصراً- (الهداية، كتاب الوقف، ج:2، ص: 618)

فتح القدیر میں ہے: انما اتفقوا على منع وقف المشاع مطلقا مسجدا او مقبرة؛ لان الشيوع يمنع خلوص الحق لله تعالى (فتح القدير، كتاب الوقف، ج:5، ص: 426)

در مختار میں ہے: بني على ارض ثم وقف البناء قصدا بدونها ان الارض مملوكة لا يصح- وقيل: صح- وعليه الفتوى، وان موقوفة على ما عين البناء له جاز تبعا اجماعا- (الدر المختار، كتاب الوقف، ج:1، ص: 384)

بحر الرائق میں ہے: شرط كونه مسجدا ان يكون سفله وعلوه مسجدا- (البحرائق، كتاب الوقف،/فصل فى احكام المسجد ، ج: 5، ص: 251) والله تعالى اعلم۔

(2) زمین خرید کر اسے مسجد و مدرسہ بنانے کے لیے کسی سنی تحریک کے حوالے کرنا جائز ہے اگرچہ ابھی پورے دام کی ادائگی نہ ہوئی ہو کہ بائع نے جب کچھ دام لے کر زمین خریدار کو دے دی تو وہ اس کا مالک ہے اور اس میں اس کے لیے تصرف مالکانہ بھی درست ہے لہٰذا مسجد و مدرسہ کے لیے اس کا وقف صحیح ہے اور اس غرض کے لیے کسی سنی تحریک کے حوالے کرنا بھی جائز و صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(3) جس علاقے میں نئی مسجد کی تعمیر کا ارادہ ہے وہاں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی ہے تو مزید مسجد کی حاجت بھی ہے اور وہاں مسجد کی تعمیر جائز و درست ہے گھنی آبادی والے شہروں اور مسلم آبادیوں میں اس پر مسلمانوں کا عمل درآمد بھی ہے، اس سے کوئی مسجد ویران نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا غوث اعظم فرشتوں کے بھی پیر ہیں

آج مولوی صاحب مسجد کے منبر سے کہہ رہے تھے کہ سیدنا عبد القادر انس و جن کے علاوہ فرشتوں کے بھی پیر ہیں، اب یہ بتائیے کہ حضرت

جیلانی کیا سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے بھی پیر ہوگئے، حالاں کہ وہ تو فرشتوں میں رسول کی حیثیت رکھتے ہیں، مسلمانوں کو ڈرنا چاہیے، کچھ بھی کہنے سے پہلے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

الجواب: (1) یہ حق ہے کہ حضور غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فرشتوں کے پیر کے بھی پیر ہیں مگر یہاں فرشتوں سے مراد عام فرشتے ہیں جو رسول نہیں، بلکہ عوام سے ہیں۔ یوں ہی فرشتوں کے پیر سے مراد بھی عام فرشتے یا عام انسان ہیں جو بہت سے عام فرشتوں یا عام انسانوں سے مرتبے میں افضل ہیں تو فرشتے بھی عوام سے ہیں اور ان کے پیر بھی عوام سے خواہ وہ پیر فرشتوں سے ہوں یا انسانوں سے۔ ان کا مرتبہ نسبۃً بلند وبالا ہوتا ہے تو وہ شیخ و پیر کے درجے پر فائز ہوتے ہیں۔

کسی بھی قوم، جماعت اور سماج کا کلام ان کے عرف پر محمول ہوتا ہے اور عرف شرع و عرف مسلمین میں اس طرح کے مقام پر جب فرشتہ کا لفظ بولا جاتا ہے تو مراد فرشتوں کے عوام ہوتے ہیں کیوں کہ اس امر پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی نبی و رسول سے افضل نہیں ہوسکتا، شریعت طاہرہ کے نصوص بھی اس کے شاہد ہیں اس لیے اس طرح کے مقام پر فرشتوں کے رسول حضرت سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام قطعاً مراد نہیں ہوسکتے، بلکہ فرشتوں کے عوام ہی مراد ہیں۔

یوں بھی مسلمان کے کلام کو امکانی حد تک صحیح مفہوم پر محمول کرنا چاہیے اور بلا تحقیق و بلا ثبوت شرعی ایسا معنی ہرگز نہیں مراد لینا چاہیے جو شرعاً قابل اعتراض ہے۔

اب ہم مولوی صاحب کے قول کا ثبوت پیش کرتے ہیں پھر ان شاء اللہ اس باب میں اہل سنت کے مسلم الثبوت عقیدے کی نقل بھی پیش کریں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کی صراحت فتاوی رضویہ میں دو مقام پر کی ہے۔ ایک اپنے رسالہ "ازھار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار" میں اور دوسرے اپنے رسالہ "طرد الافاعی عن حمی ھاد رفع الرفاعی" میں۔ آپ اپنے اس رسالہ "طرد الافاعی" میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے نقل کرتے ہیں۔

حدیث ہفتم: قال: (بيض الله تعالى وجهه) حدثنا الحسن بن نجيم الحوراني قال: أخبرنا الشيخ العارف علي بن ادريس اليعقوبي قال: سمعت الشيخ عبد القادر رضي الله تعالى عنه يقول: الانس لهم مشايخ- والجن لهم مشايخ -والملئكة لهم مشائخ- وانا شيخ الكل-

قال: وسمعته في مرض موته يقول لأولاده: بيني وبينكم وبين الخلق كلهم بعد ما بين السماء والارض لا تقيسوني با حد ولا تقيسوا علىّ احدا

ترجمہ: ہم سے حسن بن نجیم حورانی نے حدیث بیان کی، کہا: ہم کو ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالی عنہ نے خبر دی کہا: میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالی عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے:

آدمیوں کے لیے پیر ہیں، قوم جن کے لیے پیر ہیں، فرشتوں کے لیے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں۔

اور میں نے حضور سے اس مرض مبارک میں جس میں وصال ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے:

"مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان وزمین میں ہے۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔

(فتاوی رضویہ، ج:12، ص:238، 239، رضا اکیڈمی۔ ممبئی)

اور فتاوی رضویہ میں ہے: "حدیث میں ہے رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے: عبدي المؤمن احب الي من بعض ملئكتي۔" (المعجم الاوسط للطبرانی)

ترجمہ: میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔

ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیا سے افضل ہیں، اور ہمارے اولیا عوام ملائکہ سے افضل۔

"عوامِ مومنین" سے یہی مراد ہے۔ نہ فساق وفجار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہوسکتے۔ انسان صفت ملکوتی و بہیمی و سبعی و شیطانی سب کا جامع ہے جو صفت اس پر غلبہ کرے گی اس کے منسوب الیہ سے زائد ہو جائے گا کہ اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی کروڑوں ملائکہ سے افضل ہوگا۔ اور بہیمی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم ص 72)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ انسانوں کے اولیا فرشتوں کے عوام سے افضل ہیں اور بلاشبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ تمام ولیوں کے سردار ہیں تو وہ عوام فرشتوں اور ان کے عوام پیروں سے ضرور افضل ہوئے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(2) ہمیں حکم ہے کہ عوام کے مجمع میں وہی بات بولیں جو وہ سمجھ سکیں ایسی باتیں ہرگز نہ بیان کریں جو ان کی عقل وفہم کی دسترس سے باہر ہو جیسا کہ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری صفحہ 289، جلد 2، کتاب العلم/باب 49 میں اس کی صراحت کی ہے اور اس کی تائید میں متعدد آثار صحابہ پیش کیے ہیں کچھ احادیث صحیحہ بھی اس کی شاہد ہیں؛ اس لیے مولوی صاحب کو چاہیے تھا کہ ایسا واقعہ عوام کے مجمع میں نہ بیان کرتے یا بیان کرنا تھا تو واضح الفاظ میں اس کی تشریح بھی کر دیتے تاکہ عام مسلمانوں کے قلوب میں کوئی تشویش اور اضطراب نہ پیدا ہوتا۔ آئندہ اس کا لحاظ ضرور رکھیں اور سامعین پر لازم ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے اہل علم سے سمجھنے کی کوشش کریں اور اعتراض سے بچیں۔ ارشاد باری ہے: فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔ (القرآن الحکیم)

ترجمہ: اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔ واللہ تعالی اعلم۔

فکر امروز

اقوام عالم کے عروج وزوال کے اسباب

ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل؟

مولانا محمد ادریس بستوی

تاریخ عالم پر غائرانہ نظر ڈالی جائے تو بے شمار ایسی قومیں ملتی ہیں جو ترقی اور عروج کے کمال تک پہنچیں پھر چند صدیوں کے بعد انھیں قوموں کا ایسا زوال ہوا کہ تاریخ عالم میں ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا، جن کی تفصیل اگر لکھی جائے تو ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہوں گے، جو لوگ تاریخ سے دل چسپی رکھتے ہیں وہ اس کی تفصیل سے بھی واقف ہیں اس لیے یہاں ان کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ہمارے سامنے اس وقت برصغیر میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی ہے اور کلمہ پڑھنے والوں کا مستقبل انتہائی مخدوش نظر آرہا ہے اس کے اسباب کیا ہیں اور مسلمانوں کو اپنا مستقبل محفوظ اور مستحکم کرنے کے لیے کون کون سے قدم اٹھانے چاہیے۔

برصغیر میں ہماری تباہی کی ابتدا سفید فام قوموں کی آمد اور ان کی تقریباً دو سو سالہ حکمرانی سے ہوتی ہے، ہندوستان میں تاجر بن کر آنے والی سفید فام قوم اس وسیع و عریض برصغیر پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور ہندوستان کے باشندوں میں نفرت کا ایسا شعلہ بھڑکایا جس کی لپٹیں آج بھی آسمان سے باتیں کر رہی ہیں، ہر طرف نفرت کا ماحول بپا ہوتا چلا جا رہا ہے اور باہمی اتحاد و اتفاق کی فضا معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ آج سے 70،75 سال پہلے فرقہ پرستی کی وجہ سے ہمارا ملک ہندوستان دو ٹکڑوں میں بٹ گیا تقسیم ہند کے اسباب پر لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا اور بہت ساری شخصیتوں کو ذمہ دار ٹھہرایا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ملک فرقہ پرستی کی لعنت کی وجہ سے تقسیم ہوا اور اگر فرقہ پرستی کا عفریت اسی طرح سر اٹھاتا رہا تو تقسیم ہند سے بھی زیادہ بڑا نقصان اہل وطن کو اٹھانا پڑے گا۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، بدھشٹ، پارسی اور جین مذہب کے ماننے والے سب کے سب بہت عظیم نقصان کا شکار ہو جائیں گے، اس لیے سب کو مل کر فرقہ پرستی کے خلاف پوری لام بندی کرنا چاہیے۔

چونکہ ہمارے ملک میں طاقت و قوت کا اظہار پولنگ کے ذریعہ ہوتا ہے اور سبھی لوگ اپنے ووٹوں کے ذریعہ اپنے نمائندے کا انتخاب کرتے ہیں، اس ملک میں تقریباً 15/ فیصد لوگ اسلام مذہب سے وابستہ ہیں اور اکثر سیاسی پارٹیاں الیکشن میں مسلمانوں کو بھی اپنے نمائندہ کے طور پر ٹکٹ دیتی ہیں، الیکشن لڑواتی ہیں اور مناسب مقدار میں مسلمان پارلیمنٹ، اسمبلی، کارپوریشن اور میونسپل بورڈوں میں منتخب ہو کر جاتے ہیں مگر ہندوستان کی ایک بڑی سیاسی جماعت جس کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے، وہ کسی الیکشن میں کسی مسلمان کو لڑنے کے لیے ٹکٹ نہیں دیتی ہے اور جب پریس والوں نے اس پارٹی کے لیڈروں سے پوچھا کہ آپ سب کا وکاس کا دعویٰ کرتے ہیں تو آخر مسلمان کو ٹکٹ کیوں نہیں دیتے ہیں، تو انھوں نے جواباً کہا ہم ٹکٹ جیتنے والوں کو دیتے ہیں۔ گو کہ انھوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہندوستان میں کوئی مسلمان کوئی الیکشن جیت ہی نہیں سکتا۔ نامہ نگار حضرات کو پلٹ کر پوچھنا چاہیے تھا کہ دوسری پارٹیوں کے مسلمان بڑی تعداد میں ملک کے اسمبلیوں میں کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ یوپی اسمبلی کے مسلمان ایم، ایل، اے۔ بہار، بنگال، آسام، گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، کشمیر، آندھرا پردیش، تلنگانہ، کرناٹکا، تمل ناڈو، کیرل کی اسمبلیوں میں مسلمان الیکشن جیت کر پہنچتے ہیں، بالکل صاف ہے کہ یہ سارے

نائب ناظم الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

مسلمان جیتنے والے ہیں مگر چوں کہ یہ مسلمان ہیں اس لیے آپ کی پارٹی ان کو ٹکٹ نہ دے کر مسلمانوں سے ہندوستان کی تمام اسمبلیوں کو اور پارلیمنٹ کو خالی کرا لینا چاہتی ہے، مگر ان کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ آج بھی ہندوستان میں بہت بڑی تعداد میں ایسے ہندو مذہب کے ماننے والے اور دیگر مذاہب کے پیروکار موجود ہیں جو مسلمانوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور مسلمان بھی ان کے شانہ بہ شانہ آگے بڑھ کر ملک کی خدمت اور حفاظت کرنے کے لیے تیار ہیں، یہ لوگ بیچ میں نفرتوں کی دیوار نہیں کھڑی کرتے بلکہ باہمی اتحاد و اتفاق اور یگانگت کا مظاہرہ کر کے ملک کو گلشن جنت کا نمونہ بنانا چاہتے ہیں۔

مذکورہ بالا باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے تمام لوگوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہر الیکشن میں تمام لوگ اور خاص طور پر مسلمان سیکولر غیر فرقہ پرست سیاسی جماعتوں کا ساتھ دے کر انہیں کامیاب بنائیں تاکہ گلشن ہند شاد و آباد رہے فتنہ و فساد ہو نہ کسی کا وطن اجڑے اور نہ کوئی کسی پر ناجائز دباؤ بنائے۔ یہ بات اپنے اپنے علاقوں میں سیکولر نمائندوں کے ساتھ بیٹھ کر طے کر لینے کی بھی ہے کہ کوئی فرقہ پرست لیڈر ہمارے درمیان نفرتوں کا بیج نہ بوئے الیکشن میں بہت سارے بھیڑیے بھیڑ کا لباس پہن کر آجاتے ہیں انھیں پہچاننے میں غلطی نہ کریں۔

کسی مستحکم فیصلہ تک پہنچنے کے لیے مسلمانوں 1990ء سے آج سن 2022ء تک پیش آنے والے واقعات کا گہرائی سے جائزہ لینا ہوگا، ہم نے کہاں کہاں غلطیاں کیں اور کس کس مقام پر ہم دشمنوں کی چال میں پھنس گئے۔

سن 1920ء - 1921ء میں ملک میں خلافت تحریک شدت سے چلائی گئی جس میں مسٹر گاندھی نے قائدانہ رول ادا کیا، پوری تحریک پر غور کریں تو صاف نظر آئے گا کہ اس تحریک سے مسلمانوں کا سخت نقصان ہوا، اسی تحریک کی مخالفت میں آر، ایس، ایس جیسی ہندو تنظیم عالم وجود میں آئی جو در اصل آج ہندوستان کی اصلی حاکم ہے جب کہ تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں قصۂ پارینہ بن چکی ہیں اور ان کا نام و نشان تک باقی نہیں ہے۔

اس کے بعد پورے ملک کی آزادی کے مطالبہ کے دوران کانگریس اور مسلم لیگ کا اختلاف ابھر کر سامنے آیا اور دونوں پارٹیوں کی مصالحتی نشستوں کی ناکامی کے بعد مسلم لیگ نے مطالبۂ پاکستان کر دیا جسے کانگریس اور ہندوؤں نے منظور کر لیا اور ملک تقسیم ہو گیا۔ اس تقسیم نے مسلمانوں کو چکنا چور کر دیا۔

آج اگر آپ بر صغیر کی مسلمان آبادی کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ پاکستان میں مسلم آبادی تقریباً 25 کروڑ، بنگلہ دیش میں مسلم آبادی تقریباً 25 کروڑ، ہندوستان میں مسلمان آبادی تقریباً 20 کروڑ، کل ملا کر 70 کروڑ آبادی اگر ایک ارب 30 کروڑ آبادی میں رہتی تو ہندوستان میں کوئی طبقہ مسلمانوں کے خلاف نہ ہوتا، نہ کوئی عبادت گاہ منہدم کی جاتی نہ کوئی مسلم آبادی اجاڑی جاتی اور نہ ہی سرکاری ملازمتوں سے مسلمانوں کو بے دخل کیا جاتا، بلکہ مسلمان اس ملک کے اصل حکمراں ہوتے، آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کی کل آبادی ایک ارب اسّی کروڑ ہے جس میں مسلمان 70 کروڑ، دلت 20 کروڑ، قبائلی 10 کروڑ، سکھ 5 کروڑ، کرشچین 5 کروڑ، بدھشٹ 5 کروڑ، جینی پارسی وغیرہ 1 کروڑ یعنی ایک ارب سولہ کروڑ غیر ہندو ہوتے اور کل خالص ہندوؤں کی آبادی 66 کروڑ بچتی ہے ایسی صورت میں ملک کا وہ ماحول ہرگز نہیں ہوتا جو آج ہے اس لیے ہمیں یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ ہندی مسلمانوں کو بنیادی طور پر تقسیم ہند نے تباہ و برباد کر دیا، اب ملک کے تمام مسلمانوں اور دیگر سبھی اقلیتوں کو متحد ہو کر سیکولر پارٹیوں کا ساتھ دے کر اپنے وجود، کلچر، تمدن، زبان اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہیے اور ایک بات یہ طے کر لینا چاہیے کہ جس طرح ملک کی سب سے بڑی پارٹی ان تمام اقلیتوں کو تباہ کر رہی ہے اس سے کیسے بچا جائے سن 1920ء سے آج 2022ء تک جو کچھ ہوا اور ہم نے کہاں کہاں غلطیاں کیں اور ہمیں کن کن لوگوں نے دھوکا دیا اس اجمال کی تفصیل آئندہ تحریر کریں گے، انشاءاللہ تعالیٰ۔۔ ❊❊❊

شعاعیں

آخری قسط

عصر حاضر میں ہلالِ نو کے اعلان نامے
ایک لمحۂ فکریہ

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

اسی لیے حدیقۂ ندیہ میں فرمایا۔ اگر کسی نے یہ کہا: ”مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی“ تو کافر ہو جائے گا۔ اسی لیے بعض علما نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر کہے تو کافر ہو جائے گا۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ اگر اس کی مراد معنی مذکور ہو یعنی جسم کے ساتھ موجود ہونا اور آنکھ سے دیکھنا، جب وہ کافر ہو گا ورنہ نہیں۔ در مختار میں ہے: ”و یا حاضر و ناظر لیس بکفر“۔ اس کے تحت شامی میں ہے: ”فان الحضور بمعنی العلم شائع والنظر بمعنی الرویۃ فالمعنیٰ یا عالم یا من یری“۔ مگر اللہ عزوجل کو حاضر ناظر کہنا ممنوع ضرور ہے۔ ایسا لفظ جو ایسے معنی کے محتمل ہو جس کا اطلاق شرعاً اللہ عزوجل اور رسول ﷺ پر ممنوع ہو اگر چہ وہ کوئی معنی صحیح بھی رکھتا ہو، ایسے الفاظ کا اطلاق ممنوع ہے۔ اس کی مثال لفظ ”راعنا“ ہے۔ صحابۂ کرام یہ لفظ بول کر معنی صحیح مراد لیتے تھے، مگر یہود یہ بول کر خبیث معنی مراد لیتے تھے، مگر قرآن نے منع فرمایا۔ اسی طرح جب حاضر و ناظر کا ایک معنی ایسا ہے کہ یہود یہ بول کر خبیث معنی مراد لیتے تھے، مگر قرآن نے منع فرمایا۔ اسی طرح جب حاضر و ناظر کا ایک معنی ایسا ہے کہ اس کا اطلاق باریِ تعالیٰ پر کفر ہے تو اگر چہ دوسرا معنی صحیح بھی ہے، اس کا اطلاق باریِ تعالیٰ پر ممنوع ہی رہے گا۔ رد المحتار میں ہے: ”مجرد ایھام اللفظ ما لا یجوز کاف فی المنع“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ شارح بخاری ج 1، ص 127/128)

قاضی القضاۃ فی الھند حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے استفتا ہوا کہ: ”ایک مولوی صاحب نے دوران تقریر یوں کہہ دیا کہ خدا بہت سی جگہوں میں حاضر و ناظر نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں“۔

اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں: ”حاضر و ناظر ہونا جسم و خاصۂ جسم ہے اور اللہ تعالیٰ خواص جسم سے منزہ ہے اسی معنی کے اعتبار سے وہ کہیں کسی مکان میں حاضر نہیں ہے اور نہ جس معنی میں ناظر صفت بشر ہے، اس معنی میں ناظر ہے، اسی لے علمائے کرام نے اللہ تعالیٰ پر حاضر و ناظر کے اطلاق سے منع فرمایا اور حاضر و ناظر کا خدا پر اطلاق سے ممانعت کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسمائے الٰہی توقیفیہ ہیں۔ یعنی اپنی رائے سے خدا کا نام رکھنا جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ: وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَآئِهٖ۔ الآیۃ [اعراف آیۃ۔ 180]

بلکہ کتاب و سنت و اجماع سے جو اسماء الٰہیہ ثابت ہیں انھیں پر اختصار واجب ہے۔ واعظ مذکور نے صاف صاف خدا پر حاضر و ناظر کا اطلاق کیا جو ناجائز ہے اور بعض جگہ حاضر و ناظر مان کر عقیدۂ اہل سنت کے خلاف کا مرتکب ہوا یہ خطا سخت ہے پھر یوں بہ طور تقابل کہا کہ اللہ تعالیٰ بہت سی جگہوں میں حاضر و ناظر نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، یہ صریح تنقیص کا کلمہ ہے جس سے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مذکورہ حوالہ کے بعد قاضی صاحب نے اعلان نامہ تو بدل دیا مگر توبہ کی یا نہیں کی اس کا اس میں کوئی ذکر نہیں تھا۔

ایک اعلان نامہ اس وقت میرے پیش نظر ہے اس میں ہلال نو کا اعلان اس طرح لکھا ہے: ”متعدّد مقامات سے بذریعے فون رابطہ کیا گیا تو شہادت شرعیہ موصول ہوئی۔“

29/ تاریخ کو عشا کے فوراً بعد ایک دوسر اعلان نامہ اس طرح سامنے آیا: ”آج بتاریخ 7/ اکتوبر 2021ء/ 29 صفر 1443ھ کو شہر میں مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا لیکن ملک کے مختلف حصوں حیدر آباد، بھڑوچ، رانچی، رانی، بنور اور ہبلی کے علاقوں سے چاند دیکھنے کی فون سے شرعی شہادت ملی ہے۔“

اور عموماً نو آموز حاملان ہلال خبر مستفیض کو شہادت شرعیہ کا نام دے کر اسی طرح اعلان کرتے ہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ سے خبر استفاضہ کا ثبوت ہو گا یا نہیں ہو گا؟

اس سلسلے میں ہمارے علمائے اہل سنت کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک جماعت جدید ذرائع ابلاغ سے خبر استفاضہ کے ثبوت کے قائل ہیں اور ایک جماعت قائل نہیں ہیں۔ لیکن جو حضرات جدید ذرائع ابلاغ سے

خبر استفاضہ کے ثبوت کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی خبر مستفیض شہادت شرعیہ نہیں ہے بلکہ شہادت شرعیہ ہی کی طرح ثبوت شرعی کی ایک قسم ہے۔ خبر استفاضہ اور شہادت شرعیہ آپس میں قسیم ہیں اور قسیم پر مقسم کا اطلاق تو ہو سکتا ہے مگر ایک قسم پر دوسرے قسم کا اطلاق نہیں ہو سکتا ہے ورنہ قسیم الشئی قسما منہ لازم آئے گا جو باطل ہے

منطق کی معروف کتاب قطبی تصورات میں ہے "قسم الشئی قسیماًله او یکون قسیم الشئی قسماً منه وهما باطلان".

جن حضرات کو قسم اور قسیم اور مقسم کا فرق معلوم نہیں ہے وہ حضرات اگر چاند کا فیصلہ کریں گے تو ظاہر سی بات ہے ان سے اسی طرح کی غلطیاں ہوں گی۔

ابھی تک جدید ذرائع ابلاغ سے خبر استفاضہ کے ثبوت پر ارباب فقہ وافتا کا اتفاق نہیں ہو سکا مگر معلن مذکور تو فون سے خبر استفاضہ نہیں بلکہ شہادت شرعیہ ہی حاصل کر رہے ہیں ایسے حضرات کو چاہیے کہ پہلے ثبوت ہلال سے متعلق اصول وضوابط مطالعے میں لائیں پھر اس میدان میں طبع آزمائی کریں کیوں کہ ہلال نو کا اعلان بھی حکم شرع ہے اور بے علم حکم شرع بیان کرنا سخت گناہ کا باعث ہے۔

ایک عالم دین جو فتوی نویسی کی خدمت انجام دیتے ہیں انہوں نے ایک موقع پر اعلان کیا کہ ایک عالم دین اگر دو شہر کے قاضی ہیں تو ان کا ایک ہی اعلان دونوں شہر کے لیے کافی ہوجائے گا دوسرے شہر میں الگ سے مستقل ثبوت شرعی کے ساتھ اعلان کرنے ضرورت نہیں ہے۔ جب کہ امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ ایک شہر کا اعلان دوسرے شہر کے لیے حجت شرعیہ نہیں ہے۔

یہ مسئلہ بھی بالکل واضح ہے کہ کسی مخصوص شہر، ضلع، یا ریاست کا قاضی دوسرے حدود قضا (شہر، ضلع یا ریاست میں) عام آدمی کی حیثیت رکھتا ہے اپنے حدود قضا سے باہر قاضی کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو ایک عام آدمی کی ہوتی ہے۔ پھر وہ کسی دوسرے حدود قضا میں جانے کے بعد نہ وہ خود کسی معاملہ پر فیصلہ کر سکتا ہے اور نہ ہی وہاں سے بحیثیت قاضی کسی امر کا متحمل ہو سکتا ہے لہذا اپنے حدود قضا سے باہر اگر کسی جگہ چاند کی شہادت ملتی ہے تو اس کی بنیاد پر وہیں سے جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے حدود قضا میں رویت ہلال کا اعلان نہیں کر سکتا ہے اور اگر کر دے تو وہ نافذ العمل نہیں ہوگا۔

عنایہ میں ہے: قول القاضی فی غیر موضع قضائه كقول واحد من الرعايا. (عنایہ، مطبوعہ مع فتح القدیر، ج:7، ص 292، باب کتاب القاضی الی القاضی، مکتبۃ التماریہ، مکہ)

بحر الرائق میں ہے: القاضی انما یصیر قاضیا اذا بلغ الموضع الذی قلد فیه القضاء. اھ (بحر الرائق، کتاب الحوالہ، باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ، ج:7، ص:12، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

لیکن ایک عالم دین جو منصب قضا پر فائز ہیں عید کے موقع پر انہوں نے اپنے حدود قضا سے باہر دوسرے شہر میں جاکر شہادت شرعیہ لی اور وہیں سے اعلان نامہ لکھ کر واٹس ایپ کے ذریعے اپنے حدود قضا میں نشر کروایا۔

فقہائے کرام کی جزئیات کے مطابق وہ اعلان جب نافذ العمل نہیں ہے تو پھر جنہوں نے اسی اعلان کے مطابق عید کی نماز پڑھی یا اعتکاف سے باہر ہوئے وغیرہ تو ان کے لیے کیا حکم ہوگا؟ کیا ان کا عید پڑھنا یا اعتکاف سے باہر آنا شرعاً جائز درست ہوا؟ اگر نہیں تو ان کے گناہ کا وبال کس پر ہوگا؟

ہلال نو کے اعلان کا ایک نیا طریقہ:

جو حضرات ثبوت شرعی کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ہلال نو کا اعلان کرتے ہیں جب ان کے نزدیک ثبوت ہلال کے شرعی تقاضے پورے نہیں ہو تے ہیں اور عوام کا دباؤ یا انتشار واختلاف کا اندیشہ ہوتا ہے اور بعض جگہوں سے چاند کا اعلان ہوجاتا ہے تو اختلاف وانتشار سے بچنے کے لیے اس طرح طرح اعلان کرتے ہیں کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

بعض اعلان ناموں کی نقل ملاحظہ فرمائیں!

فلاں جگہ چاند کی رویت ہوئی ہے شرعی ثبوت حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ثبوت شرعی کے بعد باقاعدہ اعلان کیا جائے گا۔

ایک ذمہ دار ادارہ سے اس طرح کا اعلان نامہ شائع ہوا۔

"ربیع الاول کا چاند نظر آیا" ایک ادارہ کے حوالہ دینے کے بعد لکھتے ہیں انھوں نے اپنے رفقا کے ساتھ ربیع الاول شریف کا چاند دیکھا، ثبوت شرعی حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ثبوت شرعی ملنے کے بعد اعلان کیا جائے گا۔"

اعلان نامہ پر غور فرمائیں۔ عنوان لکھتے ہیں:

"ربیع الاول کا چاند نظر آیا" اور بعد میں لکھتے ہیں کہ ثبوت شرعی ملنے کے بعد اعلان کیا جائے گا، اب آپ غور فرمائیں اس اعلان نامہ کو پڑھنے کے بعد قاری آنے والا اگلا دن موجودہ مہینہ کا تیسواں دن تسلیم کرے گا یا آنے والے مہینہ پہلا دن قرار دے گا۔ اور یہ فیصلہ اس لیے ضروری ہے بسا اوقات اس فیصلہ پر بے شمار احکام شرع متفرع ہوتے ہیں مثلاً کسی خاتون کو حیض نہیں آتا ہے اور وہ پہلی تاریخ

کو مطلقہ ہوئی ہو اور تیسرا مہینہ کی عدت گزار کر وہ دوسرے مرد سے شادی کرنا چاہتی ہے تو کیا وہ رات میں یا اگلے دن شادی کر سکتی ہے ؟ اگر مہینہ کو 30 کا شمار کریں تو رات میں یا اگلے دن شادی نہیں کر سکتی ہے کیوں کہ 30 کے حساب سے تین ماہ کامل ابھی نہیں ہوا ہے اور اگر 29 کا مانیں تو رات میں بھی شادی کر سکتی ہے کیوں ماہ مکمل ہو گیا ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے: ”حاملہ کی عدت وضع حمل ہے مطلقہ ہو یا بیوہ اور غیر حاملہ بیوہ کی عدت اگر خاوند کسی مہینے کی پہلی شب یا پہلی تاریخ میں اگرچہ عصر کے وقت چار مہینے دس دن ہیں یعنی چار ہلال اور ہو کر اس پانچویں ہلال پر وقت وفات شوہر کے اعتبار سے دس دن کامل اور گزر جائیں اور اگر پہلی تاریخ کے سوا اور کسی تاریخ میں مرا تو ایک سو تیس دن کامل لیے جائیں اور مطلقہ اگر حیض والی ہے تو بعد طلاق تین حیض شرعی ہو کر ختم ہو جائیں اور اگر صغیرہ کہ ابھی حیض نہیں آتا یا کبیرہ کہ حیض آنے کی عمر گزر گئی تو عدت تین مہینے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ج 5، ص 835)

بہار شریعت میں ہے:

مسئلہ: ان صورتوں میں اگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سن کو نہیں پہونچی یا سن ایاس کو پہونچ چکی ہے یا عمر کے حسابوں بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے اور باندی ہے تو ڈیڑھ ماہ

مسئلہ: اگر طلاق یا فسخ پہلی تاریخ کو ہوا اگرچہ عصر کے وقت تو چاند کے حساب سے تین مہینے ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے یعنی عدت کے کل دن نوے ہوں گے۔ (بہار شریعت حصہ 8، ص 235،234)

ہلال نو کے اعلان میں کہیں انا، کہیں شوق اور کہیں تساہلی؟

امسال [1443ھ] ملک کے اکثر و بیشتر شہروں میں 29/ شعبان المعظم کو ہلال رمضان کی رویت ہوئی اور جہاں رویت نہیں ہوئی وہاں کے ذمے داران نے دوسرے شہروں سے ثبوت شرعی حاصل کر کے مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ مگر اسی ملک میں ایک قاضی صاحب ایسے بھی منصب قضا پر فائز ہیں جنہیں پورے رمضان میں کہیں سے بھی 29 کا ثبوت شرعی موصول نہیں ہوا جب کہ قاضی صاحب کے گرد و نواح کے علاوہ قریبی و سرحدی ریاستوں میں بھی عام رویت ہوئی لیکن قاضی صاحب نے کہیں سے بھی ثبوت شرعی حاصل کرنا اپنے لیے ضروری نہیں سمجھا یہ قاضی صاحب ہی بتا سکتے ہیں کہ اس میں حکمت کیا ہے۔ پورے ملک میں جب تیس روزے مکمل ہوئے تو قاضی صاحب کے 29/ ہی روزے ہوئے اس لیے انھوں نے 30/ رمضان المبارک کو 29/ مان کر اگلے دن اپنے لیٹر پیڈ پر عید الفطر کا اعلان کرنا اپنا حق سمجھا۔ بہت افسوس ہوا کہ قاضی صاحب کو پورے ملک سے 29/ دنوں میں بھی ہلال کا ثبوت حاصل نہیں ہو سکا۔ جن حضرات کو 29/ دنوں میں ثبوت شرعی حاصل نہ ہو سکے ان حضرات سے امور قضاء انجام دینے کی کس قدر امید ہو سکتی ہے یہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ الامان الحفیظ

ہنسی تو اس وقت آئی جب ایک قاضی صاحب نے 30 رمضان المبارک کو یہ اعلان کیا کہ آج پورے ملک میں عام رویت ہوئی ہے اس لیے کل عید الفطر کی نماز ادا کی جائے گی اور رونا اس وقت آیا جب 29/ رمضان کو ایک مرکزی ہلال کمیٹی کے ذمہ دار کو فقیر راقم السطور نے فون کیا کہ آپ لوگوں نے چاند کے تعلق سے کیا اعلان کیا تو آپ نے فرمایا جب چاند ہوا ہی نہیں تو کیا اعلان کروں۔ میں نے کہا یہی اعلان کر دیجیے کہ چاند نہیں ہوا ہے تو آپ فرمانے لگے وہ تو سب حضرات اعلان کر چکے ہیں۔

بعض قاضی صاحبان بھی ہلال نو کا اس طرح اعلان کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ ان کا اعلان پورے ملک یا ریاست کے لیے کافی ہو۔ اگر یہی بات ہوتی تو امام احمد رضا فاضل بریلوی یہ نہیں فرماتے کہ بریلی کا اعلان پیلی بھیت کے لیے کافی نہیں ہے۔ کیوں پیلی بھیت تو شہر بریلی سے صرف 30 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اعلان ناموں میں کسی قسم کی قید نہ ہو نے کی وجہ سے وہی اعلان نامہ دوسرے شہر میں حجت بنا کر پیش کرتے ہیں اور پھر انتشار کا بازار گرم ہو جاتا ہے جب خواص ہلال کے مسائل میں احتیاط سے کام نہیں لیں گے تو عوام کہاں سے لیں گے۔ بعض علما بھی اس اعلان نامہ کو اپنے علاقے میں نشر کرنا فرض منصبی سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے کافی انتشار پیدا ہوتا۔ اور جو فتوی کے فا سے بھی واقف نہیں وہ بھی اپنی ناعاقبت اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے میری ناقص رائے ہے کہ ہر علاقے کے قاضیان اپنے اعلان نامے میں یہ تحریر فرمادیں کہ یہ اعلان صرف اسی علاقے کے لیے حجت ہے دوسرے علاقے میں اس تحریر کی بنیاد پر ثبوت ہلال نہیں ہوگا۔

ہلال نو کے اعلان کا شوق اتنا بڑھ گیا ہے کہ روز افزوں ہر شہر میں معلن کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اس کی وجہ سے عوام اپنا راستہ ڈھونڈ نہیں پاتے کہ ہم کدھر جائیں کیوں کہ بسا اوقات ایک ہی شہر سے چار پانچ جگہوں سے ہلال کا اعلان ہوتا ہے۔ اس لیے اہل شہر کو چاہیے کہ ایک ہی جگہ سے ہلال نو کا اعلان ہو، تاکہ عوام کا اعتماد بحال رہے اور عوام کسی قسم کے ذہنی الجھن میں نہ پڑیں۔ ☆☆☆-❊

نور مبین

تحفظ ناموس رسالت اور قرآن مجید

مفتی محمد کونین نوری مصباحی

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُونہ رسیدی، تمام بولہبی است

یعنی اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچادو کہ وہی دین کی اساس ہیں۔ اگر وہاں تک نا پہنچ پائے تو پھر تیرے سارے اعمال ابولہب والے (یعنی اسلام دشمن) ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لیے کم وبیش سوالاکھ انبیاے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، یہ سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر ختمی مرتبت حضور سید المرسلین ﷺ پر نقطہ کمال کو پہنچ گیا، واضح رہے کہ ہر نبی مرسل کی نبوت ورسالت زمان ومکان سے محدود اور مختص تھی، لیکن رسالت محمدی زمان ومکان کی حدوں سے بالاتر، ساری خدائی کے لیے ہے، اور کل جہان آپ کی امت ہے، قران مجید میں ارشاد خداوندی ہے: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

بخاری ومسلم کی حدیث ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔ (1) ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ (2) میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔ (3) میرے لیے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابل تیمم) اور مسجد کی گئی جس کسی کو کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔ (4) دشمن پر ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ (5) اور مجھے شفاعت عنایت کی گئی۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیا ختم کیے گئے۔ (خزائن العرفان)

مذہب اسلام میں عزت و آبرو کا احترام اور اس کی حفاظت اس قدر ہے کہ اگر کسی نے کسی پر چوری یا زنا جیسی مذموم حرکتوں کی تہمت لگائی جسے اصطلاح فقہ میں قذف کہتے ہیں اور وہ اس پر شرعی گواہ نہ پیش کر سکا تو شریعت اسلامیہ حکم دیتی ہے کہ تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جائے یعنی 80 کوڑے مارے جائیں۔ اس کے علاوہ دیگر اقوال شنیعہ وافعال قبیحہ کے اتہام پر حد تو نہیں البتہ تعزیر ضرور ہے، جب مذہب اسلام میں ایک عام انسان کی عزت و آبرو کا احترام اور اس کی حفاظت اس قدر ہے تو غور فرمائیں کہ جو ذات ستودہ صفات معصوم ہی نہیں بلکہ سید المعصومین ہیں ان کی عزت وناموس کس قدر محترم اور محفوظ ومامون ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو ہر قسم کی آلودگی سے اس وقت بھی پاک رکھا جب آپ اس خاکدان گیتی پر جلوہ گر بھی نہیں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی پشت مبارک میں زمین پر اتارا، اور حضرت نوح علیہ السلام کی پشت انور میں کشتی کے اندر رکھا، اور میں حضرت ابرہیم علیہ السلام کی پشت اطہر میں تھا جب انہیں دہکتی آگ میں ڈالا گیا، اس طرح ہر عصر وزمانہ میں مجھے پاکیزہ اصلاب وارحام کی جانب منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ میں تمام نقائص وعیوب سے منزہ ہوکر اپنے والدین کریمین کے مکان جنت نشان میں جلوہ افروز ہوا۔

خلقت مبرأ من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاء

بقول اعلیٰ حضرت:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ، میں کیا کیا کہوں تجھے

قبلہ دل وجان، کعبہ دین وایمان، سرور عالمیان ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل چالیس سالہ مکی زندگی میں انسانی اقدار وروایات کو ایسا عروج بخشا کہ سارا قریش آپ پر فدا تھا، امین وصادق کے پاکیزہ القابات سے یاد کرتے رہے لیکن جب توحید خالص اور نبوت ورسالت کے اعلان کے ساتھ بت پرستی اور ان کے رسوم قبیحہ کی

استاذ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد یوپی

برائیاں بیان کی تو وہی قریش جو فدا تھا، مخالف ہو گیا، آپ کو ڈرایا، دھمکایا کہ ہم آپ کو نقصان پہنچائیں گے یا ہلاک کر دیں گے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

● وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ط وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۞(سورۃ الزمر آیت نمبر:36)

ترجمہ: اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے، اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔

لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی حفاظت وصیانت کو اپنے ذمہ کرم میں لے لیا اور فرمایا: اے محبوب! تم تبلیغ رسالت کے فرائض ادا کرتے رہو، اعدائے دین کو خاطر میں لانے کی قطعا کوئی ضرورت نہیں، بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو، ہم تمہیں کفایت کریں گے اور سب سے بہتر خفیہ تدبیر ہماری ہے، چنانچہ قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

● يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۞(سورۃ المائدۃ آیت نمبر:67)

ترجمہ: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمھیں تمھارے رب کی طرف سے، اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمھاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے، بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

● وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۞(سورۃ الطور آیت نمبر:48)

ترجمہ: اے محبوب! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو، اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔

● اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ط (سورۃ الزمر آیت نمبر:36)

ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔

● فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۞(سورۃ الحجر آیت نمبر:95)

ترجمہ: اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمھیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

صدر الافاضل، بدر الاماثل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز رقم طراز ہیں جو تمام کتب تفاسیر اور تاریخ وسیر کا لب لباب اور عطر مجموعہ ہے:

کفار قریش کے پانچ سردار (1) عاص بن وائل سہمی اور (2) اسود بن مطلب اور (3) اسود بن عبد یغوث اور (4) حارث بن قیس اور ان سب کا افسر (5) ولید ابن مغیرہ مخزومی۔ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخر واستہزا کرتے تھے۔ اسود بن مطلب کے لیے سید عالم ﷺ نے دعا کی تھی کہ یارب اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز سید عالم ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے، یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن وتمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہوگئے۔ اسی حال میں حضرت جبریل امین حضرت کی خدمت میں پہنچے اور انھوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کف پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شر دفع کروں گا چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہوگئے۔ ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا اس کے تہ بند میں ایک پیکان چبھا مگر اس نے تکبر سے اس کو نکالنے کے لئے سر نیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔ عاص ابن وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو محمد نے قتل کیا (ﷺ) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقا ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد (ﷺ) کے رب نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا، اسی میں ہلاک ہو گیا۔ انہیں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن)

● وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۞
(سورۃ الانفال آیت نمبر:30)

ترجمہ: اے محبوب یاد کرو جب کافر تمھارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمھیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں، اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

صدر الافاضل، بدر الاماثل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین

مرادآبادی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

اس میں اس واقعہ کا بیان ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر فرمایا کہ کفار قریش دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں رسول کریم ﷺ کی نسبت مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے اور ابلیس لعین ایک بڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجد ہوں، مجھے تمھارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا، میں تمھارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمھاری مدد کروں گا، انہوں نے اس کو شامل کر لیا اور سید عالم ﷺ کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی، ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد (ﷺ) کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دو اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو، دروازہ بند کر دو، صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں۔ اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے، یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمھارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔ لوگوں نے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو (یعنی محمد ﷺ کو)

اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں۔ ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمھارے ہوش اڑا دیئے اور تمھارے دانش مندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو، تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی، دل کشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اہل مجمع نے کہا شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے یہ رائے دی کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں، وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ ابلیس لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابوجہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے اذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں۔ حضور نے علی مرتضیٰ کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری چادر شریف اوڑھو تمھیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک دست مبارک میں لی اور آیت انا جعلنا فی اعناقھم اغللا پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری، سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی، سب اندھے ہو گئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع ابوبکر صدیق کے غار ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضیٰ کو لوگوں کو امانتیں پہنچانے کے لیے مکہ مکرمہ میں چھوڑا مشرکین رات بھر سید عالم ﷺ کی دولت سرائے کا پہرہ دیتے رہے، صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی ہیں، ان سے ﷺ کو دریافت کیا گیا کہ کہاں ہیں انھوں نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لیے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

● اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۞ (سورۃ التوبۃ آیت نمبر: 40)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا، اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں، اور کافروں کی بات نیچے ڈالی، اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

● اعلان نبوت کے بعد جس نے سب سے پہلے ناموس رسالت پر حملہ کیا اور شان مصطفیٰ کی تضحیک واہانت کی وہ ابولہب تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا بلیغ رد فرمایا اور ایک پوری سورت نازل فرمائی جس میں ابولہب کے ساتھ اس کی عورت ام جمیل کی بھی مذمت بیان کی گئی تاکہ نفسیاتی طور پر اسے اس بات کا بھی احساس ہو کہ کسی کے محبوب کی ایذا رسانی کس قدر شدید اور گراں ہوتی ہے۔ سورہ لہب کے

نزول کے بعد جب اس کی عورت کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ حرم مکہ میں تشریف فرما ہیں اور ساتھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں تو وہ کم بختی کی ماری جوش انتقام میں ایک بڑا پتھر لے کر آئی تا کہ حضور ﷺ کا سر مبارک کچل دے لیکن اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ اور اس عورت کے درمیان ایسا پردہ فرما دیا کہ وہ دیکھ نہ سکی اور حضرت صدیق اکبر کے پاس سے بڑبڑاتی ہوئی حرم مکہ سے باہر چلی گئی۔ یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا حضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ میرے پاس سے کئی بار گزری مگر میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ ایسا حائل ہو گیا کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے کے باوجود وہ مجھے نہ دیکھ سکی۔ (فتح الباری:8/958)

● محسن کائنات، محمد رسول اللہ ﷺ کے شہزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا جب عہد طفولیت میں وصال ہوا تو

گستاخ رسول، عاص بن وائل سہمی نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور توہین کی کہ اب تو محمد عربی کا نام و نشان مٹ جائے گا، شہرت و ناموری کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے سینہ الم نشرح میں سورۃ الکوثر نازل کیا اور فرمایا: اے میرے حبیب! بے شک ہم نے تم کو کوثر عطا کیا، تیرا تذکرہ تو ہمیشہ باقی رہے گا کیوں کہ تمھارے ذکر کا ذاکر میں خود ہوں ورفعنا لک ذکرک تیرا نام و نشان کیا مٹے گا، محبوب! ہم تو تیرے اوپر مرمٹنے والے کا نام مٹنے نہیں دیں گے، ابتر یعنی منقطع النسل تو تیرا دشمن ہی ہے۔ اس وعدہ الٰہی کا ثمرہ دیکھیے کہ رسول محتشم کی آل و اولاد ہر ملک، ہر شہر اور ہر جگہ نور مصطفی کی کرنیں بکھیر رہے ہیں۔ لیکن گستاخ رسول کی نسل اس طرح منقطع ہو کر غائب ہو گئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

● گستاخ نبی ولید بن مغیرہ نے ناموس رسالت کو ہدف ملامت بنایا اور مجنوں کہا تو قرآن مجید نے اس غبی کے دس عیوب کو طشت از بام کیا کہ وہ تو بدگو، بدذات، بے ایمان، بدباطن، چغل خور، نطفہ حرام ہے۔ الغرض کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ اور منافقین نے جب بھی محبوب خدا، محمد مصطفی ﷺ کی عظمت و رفعت، عزت و ناموس پر حملہ کیا تو غیرت الٰہی بھڑک اٹھی گستاخان رسول کا بالغ رد کیا اور ناموس رسالت کی حفاظت فرمائی۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ناموس رسالت کے تعلق کسی دورخی پالیسی کو ہرگز نہ اپنائیں بلکہ تعظیم و تکریم اور تحفظ ناموس رسالت کو فرض اولین سمجھیں۔

آج لوگوں کو ایک بڑا مغالطہ یہ دیا جا رہا ہے کہ نبی تو رحمۃ للعالمین ہیں، دشمنوں کو معاف فرما دیتے، ان کے لیے اپنی چادر رحمت بچھا دیتے لیکن اس نبی کی امت کا مزاج اس قدر سخت کیوں ہو گیا ہے؟ تو اس کے لیے عرض ہے کہ:

اولاً: ایسے لوگ حقیقت سے ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر حقیقت سے چشم پوشی کر رہے ہیں، خیر القرون میں باضابطہ حکم رسالت سے ناموس رسالت پر بھونکنے والوں کا خاتمہ کیا گیا، ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ التفسیر، حضرت محقق امام فخر الدین رازی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: کعب بن اشرف یہودی نے حضور ﷺ سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کریگا اور نا ہی آپ سے قتال کرے گا لیکن اس نے نقض عہد و پیمان کیا اور شان رسالت میں اہانت کا بھی مرتکب ہوا، جس کا انجام قتل ہوا۔ اس کے علاوہ ابورافع یہودی کو حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اور ابن خطل ملعون کو حضرت سعید بن حریث نے خانہ کعبہ کے پردوں سے نکال کر جہنم رسید کیا۔

ثانیاً: پیغمبر اسلام ﷺ اپنے دشمن کو چاہیں تو معاف کریں، چاہیں تو نہ کریں اگر حضور ﷺ نے کسی دشمن کو معاف کر دیا تو اس سے امت کو یہ سبق ملا کہ آپ بھی دشمن کو معاف کر دو، لیکن یہ سبق کہاں سے ملا کہ امتی نبی کے گستاخ کو معاف کر دے، یہ کیسی منطق اور کیسا فلسفہ ہے۔

آخری بات اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ خاکے اور مجسمے بنا کر توہین رسالت کی سازش کا سراغ کہاں سے ملا تو وہ یہ ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کا مصداق بدمذہب اور گمراہ فرقوں کے لٹریچرز ہیں جس میں نبی کو اپنی طرح لکھ کر شان رسالت کی تنقیص کی گئی ہے کہ وہ تو معاذاللہ ہماری طرح تھے، ان کے بھی دو ہاتھ، ہمارے بھی دو ہاتھ، ان کے بھی دو پیر، ہمارے بھی دو پیر، ان کی بھی دو آنکھیں، ہماری بھی دو آنکھیں، اس طرح موجودہ زمانے کے شرپسند عناصر نے اسے عملی جامہ پہنایا، خاکے، مجسمے اور کارٹون بنا کر ناموس رسالت کی توہین و تنقیص کا دور شروع کیا جو لاکھوں مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بنا اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلمان ناموس رسالت کے نام پر اتحاد و اتفاق، خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ کام کریں جس طرح خیر القرون اور اس کے بعد کے ادوار میں ہمارے اسلاف نے کیے۔ ❊❊❊❊

انوار حیات

حضور حافظ ملت-ایک عہد ساز شخصیت

حافظ افتخار احمد قادری

اس عالمِ رنگ و بو میں بے شمار افراد انسانی وجود پذیر ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پیوند خاک ہوگئے-کتنی ہستیاں صفحہ ہستی پر نمودار ہوئیں اور پردہ عدم میں روپوش ہوگئیں-از آدم تا ایں دم لاتعداد انسانوں نے جنم لیا اور اس دار فانی کو خیر آباد کہہ کر رخصت ہوگئے-روز مرہ آمد و رفت کا یہ سلسلہ جاری ہے اور تاقیامِ قیامت جاری رہے گا-

لیکن کتنے مؤقر لوگوں کو اس دنیا نے یاد رکھا؟ اور کتنے عظیم افراد کو تاریخ نے اپنے دامن میں محفوظ رکھا؟ ایسے نفوسِ قدسیہ اور جامع کمالات اشخاص کی تعداد ہر دور میں قلیل ہی رہی ہے جنہوں نے گم گشتگان راہ منزل کی صحیح رہنمائی فرمائی، نور توحید سے تاریک قلوب کو مجلی و مصفیٰ فرمایا، عشقِ رسول ﷺ سے سرشار کیا اور سینوں میں محبت رسول ﷺ کی جوت جگائی-عظمت رسول ﷺ سے آشنا کیا اور بے شمار اوصافِ حمیدہ و فضائل حسنہ کا خوگر بنا کر لاتعداد محاسن جلیلہ اور شمائل حمیدہ کے آبدار موتیوں سے ظاہر و باطن کو مزین فرمایا-

آئیے ہم آپ کو ایسی ہی ہستی سے متعارف کرائیں جس کے افعال و اقوال، کردار و اعمال اور شب و روز کے معمولات ہمارے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہیں-جس نے نصف صدی تک دین و ملت کی حفاظت و پاسبانی کا فریضہ بحسن خوبی انجام دیا جس کی بدولت آج دنیا ان کو حافظ ملت کے نام سے پہچانتی ہے-

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان درس و تدریس سے پورے طور پر منسلک تھے وہیں آپ تقریر و خطابت میں بھی ملکہ رکھتے تھے-ان کی تقریر حکمت اور موعظت حسنہ سے بھرپور ہوا کرتی تھی-سننے والا ان کی تقریر سے ضرور متاثر ہوتا تھا-اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ کی بات دل سے نکلتی تھی نہ صرف زبان سے-آپ کی تقریر کی اثر انگیزی کا ایک واقعہ نذر قارئین ہے:

1973 عیسوی میں رائے پور چھتیس گڑھ میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے میں آپ تشریف لے گئے-جلسے میں پڑھے لکھے لوگوں کا خاصہ مجمع تھا-کئی غیر مسلم اسکالرز بھی تھے-آپ نے مذہب اسلام کی صداقت قرآن مجید کی حقانیت اور قدیم و جدید علوم کے نفع و نقصان پر نہایت پر مغز خطاب فرمایا-تقریر کے بعد سارا مجمع آپ کی دست بوسی پر ٹوٹ پڑا-اس وقت کچھ غیر مسلم بھی کنارے کھڑے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا دیدار کررہے تھے-ان میں،، شری واستو جی،، نام کے ایک شخص بھی تھے-وہ غالباً کسی کالج کے پروفیسر تھے-انہوں نے تنہائی میں جاکر کسی سے پوچھا کہ یہ جو آپ کے گرو جی ہیں ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں-یہ تو مجھے ودیا ساگر دکھائی دیتے ہیں-کیا ہم کو ان سے ملنے کے لیے وقت مل سکتا ہے؟ اس شخص نے حضرت سے ملنے کا وقت اور مکمل پتہ بتا دیا-شری واستو جی نے حضرت کے پاس پہنچ کر بہت سارے سوالات کیے-جن کو آپ نے نہایت متانت و سنجیدگی سے حل کر دیا-شری واستو جی اس سے بہت متاثر ہوئے اور فوراً آپ کے ہاتھوں پر توبہ کر کے دولت ایمان سے مالا مال ہوگئے-ان کے ساتھی،، گنیش جی،، نے بھی اپنے گھر کے تمام افراد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا-حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان کا نام "بلال" اور شری واستو جی کا نام "نور محمد" رکھا-(حافظ ملت کا فیضانِ نظر، صفحہ نمبر/37)

کسی کو اس کی شرعی چوک پر اصلاح کی نیت سے تنبیہ کرنا امر بالمعروف کا ایک حصہ ہے-ایسے مواقع پر عوام تو اصلاح قبول کر لیا کرتے ہیں مگر خواص کو اصلاح کی نیت سے کچھ کہنا بڑا دشوار امر ہے-جبکہ خواص کو اس کا زیادہ حق پہنچتا ہے کہ اصلاح کو بلا چوں چرا تسلیم کرلیں تاکہ عوام ان کی پیروی کر کے راہ راست پر آسکے-

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی موجودگی میں ایک مقرر سے عقائد کے کسی مسئلے کے بیان میں غلطی ہوگئی تھی-حضور حافظ ملت اپنے وقت پر جب کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو خطبہ مسنونہ کے بعد تلاوت کردہ آیت کی تشریح کے بعد فرمایا: آدمی سے اگر غلطی کا صدور خفیہ اور پوشیدگی میں ہو تو اس کی توبہ بھی خفیہ اور پوشیدگی میں ہوگی اور اگر انسان سے غلطی کا صدور علانیہ ہو تو اس کی توبہ علانیہ ضرور ہے تاکہ علانیہ غلطی سے جو لوگ غلطی کا شکار ہوگئے ان کی اصلاح ہوجائے-اس کے بعد مقرر صاحب کے بیان کردہ مسئلہ کی غلطی کو واضح کرکے مسئلہ کی صحیح صورت سے آگاہ فرمایا اور کئی کتابوں کے حوالے سے مسئلہ کو مبرہن کرکے مقرر صاحب کو مائک پر آکر اپنے بیان کردہ مسئلے سے رجوع کرنے کا حکم دیا-(معارف حافظ ملت، صفحہ نمبر/42)

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر محفلِ میلاد شریف میں حضرت مولانا اسلم عزیزی کی ابتدائی تقریر ہوئی داران تقریر،، مومن کامل،، بول گئے-اس پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی تقریر میں ایمان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان کامل اور ناقص نہیں ہوتا بلکہ کمال، نقصان مومن کی صفت ہے-(معارف حافظ ملت، صفحہ نمبر/42)

باب علم میں غلطی ہوجانا کوئی بڑی بات نہیں اور نہیں کچھ عیب البتہ غلطی پر مصر کرنا اور اصلاح قبول نہ کرنا بڑی غلطی ہے-نام و نمود اور شہرت

iftekharahmadquadri@gmail.com

کے خواہاں لوگوں کی طرف سے ایسے مواقع پر جو ردعمل دیکھا جاتا ہے اس کے پیش نظر اصلاح سے چشم پوشی میں عافیت محسوس کی جاتی ہے- اس خصوص میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھا جائے تو آپ کی ذات ایک مثالی شخصیت کی حیثیت سے ہمارے سامنے ہے- آپ اصلاح کے انجام سے مستغنی ہوکر بلا خوف لوم لائم مسئلہ بیان فرما دیتے- توبہ کی ترغیب بھی دلاتے- خفیہ اور علانیہ ہو تو علانیہ توبہ کی ترغیب دلاتے-

ایک مرتبہ گورکھپور کے کسی جلسے میں مدعو تھے مگر عین تاریخ پر طبیعت اتنی علیل ہوگئی کہ سفر مشکل ہو گیا لیکن جذبہ صادق القولی کا مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آیا جب آپ بخار سے تپتے ہوئے بدن کے ساتھ شریکِ اجلاس ہوئے- حالانکہ لوگوں نے منع کیا لیکن حضور حافظ ملت پھر بھی نہ مانے- یہ حضور حافظ ملت کی قومی ہمدردی تھی، آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں رک جانا چاہیے مگر میں نے وعدہ کرلیا ہے نہیں پہنچوں گا تو غریبوں کا دل ٹوٹ جائے گا- مذہب کا نقصان ہوگا-(حضور حافظ ملت افکار و کارنامے، صفحہ نمبر: 101)

آپ جب کسی کو کوئی خلافِ شرع کام کرتا دیکھتے تو فوراً اس میں اصلاح کی کوشش کرتے- جیسا کہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ جمعہ کا دن تھا اور جامع مسجد راجہ مبارک شاہ میں نماز جمعہ میں آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا، استنجا کی جگہ کم تھی اور حاجت مندوں کی تعداد زیادہ، نتیجہ یہ کہ دو آدمی استنجے کے لیے بیٹھے تھے اور متعدّد اشخاص لوٹا لیے کھڑے انتظار میں تھے- طہارت کے لیے بیٹھنے والوں کی رانیں کھلی ہوئی تھیں حضور حافظ ملت جن کے لیے جامع مسجد راجہ مبارک شاہ کا پر شکوہ ممبر منتظر تھا، صدر دروازے سے داخل ہوئے اور اتفاقاً حضرت کی نگاہ گھٹنا کھولے استنجا کرتے شخص پر پڑ گئی - مسجد میں پہنچ کر ممبر سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اور آدھا گھنٹہ تک غیظ و غضب میں ڈوبی ہوئی تقریر فرمائی- ستر پوشی سے متعلق رسولِ کریم ﷺ کی تعلیمات سے بے حیائی پر وعیدیں اور طہارت کے احکام و آداب آپ کی تقریر کا عنوان تھا-

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اصلاح امت کی خاطر کتابیں بھی تصنیف فرمائیں- اگرچہ ان کتابوں کی تعداد بہت کم ہے- آپ کو بھی اس کا قلق ہمیشہ رہا- آپ آخری زمانے میں اظہار افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

مجھے لوگوں نے کسی کام کا نہ رکھا- غیر اہم اور غیر ضروری کاموں میں مجھے ایسا الجھا دیا کہ لکھنے کا خاطر خواہ کام نہ ہو سکا جس کا مجھے افسوس ہے- حالانکہ اوائل عمر میں میرا قلم نہایت برق رفتار تھا اور اب نہ تو وہ قوت دماغ ہے اور نہ ہی فرصت- اس لیے اب میرا مطمح نظر اور میری زندگی کا مقصد صرف اور صرف جامعہ اشرفیہ کی تکمیل ہے-(حافظ ملت نمبر، ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، صفحہ نمبر 412)

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے چند کتابوں کے نمونے:

ارشاد القرآن:

آپ نے یہ رسالہ 1997 عیسوی کے ہنگامہ ترک وطن کے وقت تحریر فرمایا جب مسلمانان ہند بغیر سوچے سمجھے ترک وطن کرکے نوزائیدہ پڑوسی ملک پاکستان جا رہے تھے- بروقت یہ رسالہ آپ نے شائع اور مفت تقسیم کرا کے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی جس کے جلوے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

مسلمانوں تمھاری ہوا کا رخ وہی گنبد خضریٰ ہے- تمھارے مقصود وہی تاجدارِ مدینہ ﷺ ہیں، تمھاری مشکلات کا حل انہیں کی نظر کرم اور اشارہ ابرو پر موقوف ہے- تمھارے مقاصد کا حصول انہیں کی تعلیم پر ہے جس کو مسلمان اپنی بدنصیبی سے فراموش کر چکے ہیں -(ارشاد القرآن، صفحہ نمبر، 05)

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ قوم مسلم کی بدحالی اور ان کی بداعمالیوں کو دیکھ کر تڑپ جاتے اور حتی الامکان ان کی اصلاح کی کوشش کرتے- چنانچہ آپ کے درد دل اور سوز دروں کا اندازہ اس تحریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

مسلمانو! جاگو اور خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ تمھاری اصلاح و فلاح اسی میں مضمر ہے کہ سچے اور پکے مسلمان بن جاؤ- تمھاری کامیابی اسی پر موقوف ہے کہ تمھاری زندگی اسلامی اور موت اسلامی ہو- تمھارا ظاہر بھی اسلامی ہو اور تمھارا باطن بھی اسلامی ہو، تمھارے عقائد بھی اسلامی ہوں اور اعمال بھی اسلامی ہوں- تمھارے جذبات اسلامی جذبات ہوں اور تمھارے خیالات بھی اسلامی خیالات ہوں، تمھارا سینہ اسلامی ایمانی انوار سے منور ہو اور تمھارا جسم اعمال صالحہ سے مزین، مصیبت پر صبر اور نعمت پر شکر تمھاری عادت ہو، اللہ رب العزت پر توکل و اعتماد تمھاری سرشت ہو، قرآنی تعلیمات پر عمل تمھاری طبیعت ثانیہ بن جائے -(ارشاد القرآن، صفحہ نمبر، 09)

ارشاد القرآن کا عام مسلمانوں پر جو اثر ہوا اس کے متعلق حضرتِ علامہ بدر القادری صاحب فرماتے ہیں 1947ء کے ہنگامہ ترک وطن میں مبارک پور میں ارشاد القرآن مفت تقسیم کی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بھی مسلمان نے ترک وطن نہ کیا- یہ تھا خلوص دینی و ملی درد میں ڈوبی ہوئی تحریر کا اثر -(حیات حافظ ملت، صفحہ نمبر، 433)

معارف حدیث:

یہ اصل میں سلسلہ وار مضامین حدیث کا مجموعہ ہے جو ماہنامہ پاسبان میں چھپتے رہے- جس میں احادیث کی روشنی میں اعمال صالحہ اور عقائد حقہ کی تلقین کی گئی ہے- خطیب مشرق حضرتِ علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ والرضوان اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سمندر کو کوزے میں بھرنے کی کہاوت سنی تھی لیکن معارف حدیث اس کی جیتی جاگتی مثال ہے- حدیث کے ترجمے کے ساتھ اس پر عالمانہ و عارفانہ نکتہ آفرینی، یہ صرف استاذ العلما جیسی بلند شخصیت کا کام ہے-(حیات حافظ ملت، صفحہ نمبر، 434)❊

حیاتِ حافظ ملت کے چند خاص گوشے

از: غلام مصطفیٰ رضوی مصباحی

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت عطا کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے ذلت مقدر کرتا ہے، جس سے چاہتا ہے دین کا کام لے لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے وہ بڑی خوش نصیب ہستی ہے جسے اللہ منتخب کرے، ان مبارک ہستیوں میں سے ایک ہستی استاذ العلما، جلالۃ العلم، ابو الفیض حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات ہے جو اپنی دینی، تعلیمی، ملی، سماجی خدمات کی جہ سے محتاج تعارف نہیں۔ ہم یہاں نہایت اختصار کے ساتھ آپ کی حیات کے کچھ خاص گوشوں پر خامہ فرسائی کی کوشش کرتے ہیں۔

ولادت:

حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت 1313ھ مطابق 1894ء بروز پیر صبح کے وقت ہوئی، عالم بے نظیر، محدث شہیر علامہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی کے نام کی نسبت سے آپ کا نام بھی "عبد العزیز" رکھا گیا، یہ علمی، سخی، خدا ترس اور دین دار گھرانہ جس میں آپ نے آنکھیں کھولی صوبہ اتر پردیش ضلع مراد آباد کے قصبہ بھوجپور میں واقع ہے۔

جلالۃ العلم حافظ ملت علیہ الرحمہ با اخلاق، دینی اور علمی گھرانہ میں تولد ہوئے اس لیے ابتدائی تعلیم کے ساتھ اپنے والد ماجد حافظ غلام نور رحمۃ اللہ کی خدمت میں رہ کر حفظ قرآن کی تکمیل کی اور اس کے بعد چار درجوں تک کی تعلیم قصبہ بھوج پور اور مزید تعلیم مراد آباد سے حاصل کی۔

پھر آپ اپنے قصبہ کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے لیکن مقتدی مولانا حکیم محمد شریف علیہ الرحمہ جو طبیبِ حاذق تھے۔ انہوں نے آپ کی ذہانت و دراکی کو دیکھتے ہوئے علم طب سیکھنے کی تاکید کی یہاں تک کہ حضور حافظ ملت نے اپنے والد ماجد سے بھی کہا تو والد ماجد نے حکم دیا کہ بیٹا مراد آباد جاکر حضرت کے پاس تحصیل علم کرو، آپ نے حکیم صاحب سے چند ابتدائی کتابیں پڑھیں اس کے بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخلہ لے کر چند برس تک علمی تشنگی بجھاتے رہے۔ اسی زمانہ میں 1342ھ کو مراد آباد کی سرزمین میں ایک آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی زیارت ہوئی، ان سے اپنے شوق علم کے بارے میں عرض گزار ہوئے، بعد میں جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر میں علامہ غلام جیلانی میرٹھی اور اپنے چند احباب کے ساتھ داخلہ لیا۔ جہاں صدر الشریعہ علیہ الرحمہ وغیرہ اساتذہ سے علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔

بعد فراغت:

حافظ ملت کی ذات تنہا ایک انجمن تھی، آپ نے دین کے خادم ہونے کی حیثیت سے ہر شعبہ میں خدمت کی ہے۔ طوالت کے خوف سے ہم صرف تین اہم گوشوں پر اختصاراً گفتگو کرتے ہیں: (1) مدرس (2) مصنف (3) منتظم اعلیٰ۔

مدرس:

ظاہری علوم فنون کی تکمیل کے بعد آپ کا ارادہ تجارت فرمانے کا تھا، فرماتے تھے، ہم دین و سنیت کی خدمت فی سبیل اللہ کریں گے، حضرت صدر الشریعہ نے آپ کو بریلی شریف بلایا، باہم گفتگو کے بعد انہیں کے حکم پر بحیثیت صدر المدرس آپ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور، آپ کو بھیجا گیا اور یہاں تشنگانِ علوم کو اپنی علمی و فنی صلاحیتوں سے سیراب و آسودہ کرنے لگے، آپ کے تمام شاگردوں کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے جن میں ایسے ایسے ذی علم، قابل قدر و فخر، آپ کے فیض یافتہ قائدانہ صلاحیت کے حامل افراد ہیں کہ خود ان پر مذہبی، سیاسی، سماجی، علمی، روحانی، اصلاحی اور تبلیغی دنیا کو فخر و ناز ہے، حافظ ملت کے ان تراشے ہوئے انمول اور نایاب ہیروں میں سے کچھ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

متعلم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بعض مشہور تلامذہ:

(1)نائب حافظ ملت علامہ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ
(2)قائد اہل سنت رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ
(3)فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ
(4)شیخ علامہ سید محمد مدنی میاں کچھوچھوی دام ظلہ العالی
(5)بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ
(6)شیخ اعظم علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ
(7)خطیب البراہین علامہ صوفی محمد نظام الدین بستوی علیہ الرحمہ
(8) مصلح اہل سنت قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمہ
(9) شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ
(10)اشرف العلما سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
(11)مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی
(12)خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی

مصنف:

حافظ ملت علیہ الرحمہ نے نہ صرف اپنی علمی صلاحیت سے نایاب ہیرے تراشے بلکہ اپنی کثیر مصروفیات کے باوجود آپ نے قریب درجن بھر کتابیں تصنیف فرمائیں،ان میں سے کچھ کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) معارف حدیث (2) ارشاد القرآن (3) انباء الغیب (4) الارشاد (5) المصباح الجدید (6) العذاب الشدید (7) فرقۂ ناجیہ (8)فتاوی حافظ ملت۔

منتظم اعلیٰ:

منتظم اعلیٰ کے طور پر آپ کا سب سے عظیم اور عالمی کارنامہ الجامعۃ الاشرفیہ کا قیام ہے،جامعہ اشرفیہ اہل سنت کے قلعوں میں سے ایک ہے جو ساٹھ ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ہے،چاروں طرف حسین اور دلکش عمارتوں کا جھرمٹ ہے جن کی بلندی آسمان سے باتیں کرتی ہے، تعلیم کے معیار کا اندازہ فرزندان اشرفیہ سے لگایا جاسکتا ہے جو ہر میدان کے فاتح بن کر دنیا پر چھا گئے،مصباحی برادران حافظ ملت کی مشن کو لے کر ہندوستان کی سرزمین سے لے کر ایشیا،یوروپ،امریکہ، افریقہ اور عرب کے مختلف ممالک میں دین اسلام کی سربلندی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف ہیں۔

ازواج واولاد:

آپ نے دو شادیاں کی،پہلا عقد اپنے ماموں کی بیٹی کے ساتھ ہوا جو بڑی نیک اور دیندار خاتون تھی،ان کے بطن سے چار بچے ہوئے لیکن کوئی بقید حیات نہ رہا اور آخری بچہ کی ولادت پر مرحومہ کا انتقال ہوگیا،اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کے والد ماجد نے پھر دوسرا عقد کرادیا اور ان سے چھ بچے پیدا ہوئے، ایک لڑکا اور بڑی لڑکی کا انتقال ہوگیا،اب چار بقید حیات ہیں جو باصلاحیت ہیں۔

(1)مولانا عبد الحفیظ صاحب یہ آپ کے خلیفہ اکبر و جانشین اور سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور ہیں۔(2) قاری عبد القادر صاحب یہ خلف اصغر ہیں جو آپ کے آبائی وطن قصبہ بھوجپور،مراد آباد میں رہتے تھے،حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے اور واپسی میں ممبئی میں رحلت فرما گئے۔(3)زبیدہ خاتون(4) حمیدہ خاتون ان دونوں کی شادی ہوچکی ہے۔

اقوال زریں:

اتنے بڑے منتظم اعلیٰ،مصنف،مناظر اور مدرس کی باتیں یقیناً دوسروں کے لیے مشعل راہ ہوں گی اس لیے یہاں آپ کے کچھ اقوال جو آپ زر سے لکھے جانے قابل ہیں سپرد قرطاس کیے جاچکے ہیں۔

(1)زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام
(2)ہر مخالفت کا جواب کام ہے
(3)احساس ذمہ داری سب سے قیمتی سرمایہ ہے
(4) تضیع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے
(5)کام کے آدمی بنو کام ہی آدمی کو معزز بناتا ہے۔

وصال:

آفتاب علم وفن،ماہر انتظام وانصرام،میدان علم وحکمت کے بدر منیر آخر کار اپنے رب کے فرمان "کل نفس ذائقۃ الموت" کے مطابق 31/مئی1976ء کو اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

آپ کی آخری آرام گاہ جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم کے احاطہ میں عزیز المساجد کے شمال میں اور عزیز دار الاقامہ (قدیم ہاسٹل) کے سامنے ہے،ہر سال آپ کی تاریخ وفات یکم جمادی الآخرہ کو عرس ہوتا ہے جس میں طلبۂ اشرفیہ کو دستار علم وفضل سے نوازا جاتا ہے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے　　　جو کچھ بیان ہوا وہ آغاز باب تھا

□◎◎◎◎◎□

ذکرِ جمیل

حواریِ رسول
حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

نام ونسب: آپ کا نام زبیر، ولدیت عوّام ہے، سلسلۂ نسب کچھ اس طرح ہے: زبیر بن عوّام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی اسدی۔ آپ کا سلسلۂ نسب قصی بن کلاب پر رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔

لقب اور کنیت: آپ کی کنیت اپنے صاحب زادے کی نسبت سے ابو عبد اللہ تھی اور لقب حواریِ رسول اللہ تھا، کیوں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا۔

ان لکل نبی حوار یا و حواری الزبیر۔

والدین: آپ کے والد عوّام خویلد بن اسد کے بیٹے اورام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد کے بھائی تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صغر سنی ہی میں والد کا انتقال ہوگیا۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب تھیں جو نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی بہن تھیں، آپ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور صحیح روایت کے مطابق سرکار کی پھوپھیوں میں آپ کے سوا کوئی اور دولتِ اسلام سے شرف یاب نہ ہوئیں۔ آپ بہت بہادر اور جرأت مند عورت تھیں، غزوۂ خندق کے موقع پر آپ نے تنِ تنہا ایک یہودی کو قتل کیا۔

قبولِ اسلام: حضرت سیدنا زبیر بن عوّام ابھی کم سن ہی تھے کہ دولتِ اسلام سے شرف یاب ہوئے، آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔

دینِ حق پر استقامت اور ثابت قدمی: حضرت زبیر اگرچہ صغر سنی میں ایمان لائے لیکن استقامت اور ثابت قدمی میں کسی تجربہ کار سے کم نہ تھے، ایمان لانے کے بعد اور مسلمانوں کی طرح آپ کو بھی اسلام کی وجہ سے بہت ستایا گیا، طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا، آپ کے چچا نے ہر ممکن طریقے سے آپ کو اسلام سے پھیرنے کی کوشش کی لیکن اس کی سختیوں کی وجہ سے آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی اور اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے، جب آپ کے چچا نے اسلام پر آپ کی ثابت قدمی دیکھی تو چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیا اور اس قدر دھواں سلگایا کہ دم گھٹنے لگا، لیکن آپ یہی کہتے جاتے کہ تم اب کچھ بھی کرلو میں کفر کی طرف نہیں لوٹ سکتا۔

قبول اسلام کے بعد ایک مرتبہ کسی نے یہ غلط خبر اڑادی کہ رسول کریم ﷺ کو مشرکین نے گرفتار کرلیا ہے، حضرت زبیر بن عوّام یہ خبر سن کر بے خود ہوگئے اور ننگی تلوار لے کر آستانہ رسول کریم ﷺ پر حاضر ہوئے۔ سرکار نے زبیر کو اس حالت میں دیکھ کر پوچھا کہ زبیر کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ گرفتار ہوگئے۔ سرکار نے پوچھا کہ اگر میں گرفتار ہوتا تو تم کیا کرتے؟ آپ نے عرض کیا کہ میں گرفتار کرنے والے کو اپنی تلوار سے اڑا دیتا۔ آپ کی محبت دیکھ کر سرکار بہت خوش ہوئے اور آپ کے لیے دعاے خیر فرمائی۔

اہلِ سیر کا بیان ہے کہ یہ پہلی تلوار ہے جو ایک نو عمر کے ہاتھوں اسلام کی راہ میں میان سے باہر آئی۔

ہجرتِ حبشہ اور مدینہ: اسلام کی وجہ سے کفار مکہ نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کردی تھی مسلمانوں برابر کفار و مشرکین کے مشقِ ستم بنتے رہے تو حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو ہجرت کرنے کا مشورہ دیا اس موقع پر جن نفوسِ قدسیہ نے اپنا وطنِ عزیز چھوڑ کر حبشہ میں سکونت اختیار کی ان میں حضرت زبیر بن عوّام بھی شامل تھے لیکن آپ زیادہ دنوں تک وہاں قیام پذیر نہ رہے ہیں جلد ہی مکہ شریف واپس ہوگئے۔

ہجرتِ حبشہ بعد جب مکہ مکرمہ واپس ہوئے تو خود رسول کریم ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی حضرت زبیر نے بھی دیگر صحابہ کی طرح مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی اور منذر بن محمد بن عقبہ کے یہاں قیام کیا۔

اسلامی بھائی چارہ: مدینہ تشریف لے جانے کے بعد رسول کریم ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان الفت و محبت بڑھانے کے لیے بھائی چارہ کا رشتہ قائم کیا کہ ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنادیا۔ مدینہ منورہ میں حضرت سلمہ بن وقش انصاری کے ساتھ حضرت زبیر کا رشتۂ اخوت قائم کیا۔

غزوات میں شرکت: حضرت زبیر بن عوام تمام غزوات میں ممتاز اور نمایاں حیثیت سے شریک رہے اور اپنی جواں مردی کا مظاہرہ کیا۔ اسلام میں سب سے پہلے غزوۂ بدر پیش آیا جس کے لیے حضور علیہ السلام اپنے جاںثار صحابہ کو لے کر مدینہ سے میدان بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت زبیر نے اس معرکہ میں خوب داد شجاعت دی، ایک مشرک نے ایک بلند ٹیلے پر کھڑے ہوکر مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی تو اس کے مقابلے کے لیے حضرت زبیر آگے بڑھے، دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا اور دونوں

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

مقابلہ کرتے کرتے ٹیلے سے نیچے آئے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو سب سے پہلے زمین پر رکے گا وہ مقتول ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا ،وہ مشرک پہلے زمین پر رکا اور حضرت زبیر کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔

اس معرکہ میں اور کئی موقعوں پر حضرت زبیر نے نہایت دلیری، جاں بازی اور جرأت مندی کا مظاہرہ کیا۔

غزوۂ بدر کے علاوہ احد، خندق، خیبر، حنین وغیرہ معرکوں میں بھی آپ نے شرکت فرمائیں، اس کے علاوہ شام کی فتوحات میں بھی آپ شریک رہے اور اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

شہادت: جنگ جمل کے موقع پر حضرت زبیر بن عوّام جھگڑے سے کنارہ کش ہوکر حجاز واپس آرہے تھے کہ راستے میں ظہر کی نماز کا وقت آ گیا، آپ جیسے ہی ظہر کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے عمرو بن جرموز نے نیزہ اور پھر تلوار کا وار کیا اور حواریِ رسول حضرت زبیر بن عوّام کا سر مبارک تن سے الگ کر دیا۔ افسوس کہ جس نے اعلاء کلمۃ الحق کے لیے کبھی اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور جس نے رسول کریم ﷺ کے سامنے سے بارہا مصائب وآلام کے پہاڑ ہٹائے تھے آج خود ایک کلمہ خواں اور پیرو رسول کی شقاوت اور بے رحمی کا شکار ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون.

جب آپ شہید ہوگئے تو ابن جرموز حضرت زبیر کا کٹا ہوا سر اور تلوار حضرت علی کے پاس لے کر گیا تو حضرت علی نے تلوار اس کے ہاتھ سے لے لی اور فرمایا: یعنی یہ وہ تلوار ہے جس نے واللہ بارہا حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور سے بے چینی دور کی لیکن اب وہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔

سیر اعلام النبلا میں ہے کہ جب قاتل آپ کا سرِ مبارک لے کر حضرت علی مرتضیٰ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا: اے اعرابی! تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا کیوں کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہوگا۔

علامہ ابن سعد مزید لکھتے ہیں کہ جب حضرت زبیر بن عوام کو دفن کیا گیا تو مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے ساتھی وہاں بیٹھ کر ان کے قتل پر رونے لگے۔

حضرت زبیر کی شہادت 10 جمادی الآخرہ 36ھ کو جمعرات کے دن بصرہ سے اکیس میل دور وادی سباع میں ہوئی اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

سخاوت وفیاضی: حضرت زبیر بن عوّام بڑے رحم دل، راہِ خدا میں خرچ کرنے والے اور غریبوں لاچاروں کی حاجت روائی کرنے والے تھے ،آپ کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ایک ہزار غلاموں کے مالک تھے وہ روزانہ اجرت اور مزدوری پر کام کر کے ایک لمبی رقم آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے، لیکن آپ اس میں سے ایک پیسہ بھی اپنے اہل وعیال کے لیے صَرف نہیں کرتے، بلکہ ساری رقم اللہ کی راہ میں صدقہ کردیتے۔

خوفِ خدا: آپ کے سینے میں خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی کا دریا موج زن تھا، حضرت عبد اللہ ابن زبیر کا بیان ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

"ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝٣١"

تو آپ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن ہماری دنیا کے جھگڑے پھر دہرائے جائیں گے، ارشاد ہوا، ایک ایک ذرے کا حساب ہوگا، ہر حق دار کو اس کا حق دلایا جائے گا۔ یہ سن کر آپ کا دل خوفِ خدا اور خوفِ آخرت سے کانپ اٹھا اور کہنے لگے، اللہ اکبر کیسا سخت موقع ہوگا۔

بارگاہِ رسالت میں مقام: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آپ کو بڑی عزت اور کرامت کا مقام حاصل تھا، حضرت ابو اسحاق سبیعی کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ ایک مجلس میں حاضر تھا جس میں 20 سے زائد صحابۂ کرام تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت کون تھا تو ان لوگوں نے جواب دیا حضرت زبیر بن عوام اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ ﷺ سے رشتے اور قرابت داریاں:

حضرت زبیر کے رسول اللہ ﷺ سے کئی رشتے تھے:

(1)- آپ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے صاحب زادے تھے۔

(2)- آپ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بھائی عوّام بن خویلد کے بیٹے تھے، اس رشتے کے لحاظ سے آپ ام المومنین کے حقیقی بھتیجے ہوئے اور حضور ﷺ آپ کے پھوپھا ہوئے۔

(3)- آپ حضور ﷺ کے ہم زلف بھی تھے، کیوں کہ حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق آپ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

ازواج و اولاد: سیدنا زبیر بن عوّام نے متعدّد اوقات میں کئی نکاح فرمائے، بیویوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(1)- اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا (2)- ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص (3)- رباب بنت اُنیف بن عبید (4)- ام جعفر زینب بنت مرثد بن عمرو (5) ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط (6)- حلال بنت قیس بن نوفل۔

صاحب زادگان: حضرت عبد اللہ، عروہ، منذر، عاصم، مہاجر، خالد، عمرو، مصعب حمزہ، عبید اور جعفر۔

صاحب زادیاں: ام الحسن، عائشہ، حبیبہ، سودہ، ہند، رملہ، زینب، خدیجۃ الصغریٰ۔

ماٰخذ: اسد الغابہ، طبقات ابن سعد، سیر اعلام النبلاء، وغیرہ۔ ✿

ربط باہم

پانچویں قسط

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

مبارک حسین مصباحی

بفضلہٖ تعالیٰ سہ ماہی مجلہ "ذوق" ضلع اٹک پاکستان نے "فضیلۃ الشیخ نمبر" ایک ہزار صفحات پر شائع کر کے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے، اس کے مرتب پروفیسر سید نصرت بخاری ہیں اور معاون خصوصی راشد سیماب ہیں۔ پیش نظر مضمون ہم نے اسی نمبر کے لیے تحریر کیا تھا۔ ہم فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور مرتبین کی بارگاہوں میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ مضمون میں ہم نے کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ از: احقر مرتب غفرلہ

دسواں مکتوب:

ماہ نامہ اشرفیہ الجامعۃ الاشرفیہ کا صحیح معنوں میں دینی علمی اور فکری ترجمان

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب زید مجدہ۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ماشاءاللہ آپ صرف نام کے "مبارک" نہیں ہیں بلکہ اسم بامسمی ہیں اور حسن اتفاق کہ آپ "مبارک پور" جیسے مردم خیز خطۂ ارضی پر قیام پزیر ہو کر جہاد کے محاذ پر فتوحات کے جھنڈے گاڑتے ہوئے "راہ ورسم منزل ہا" کی جانب بڑھتے جا رہے ہیں۔ عزیزی مہتاب پیامی نے ماہ "نامہ اشرفیہ" کے چند شماروں کی پی ڈی ایف فائلیں بھیجی ہیں، یہ سب فردوس نظر ہوئیں تو واللہ! آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلیں، آپ نہایت محبت و عقیدت سے "اشرفیہ" کی ترتیب و تہذیب فرماتے ہیں اس پر اس کا صفحہ صفحہ اور سطر سطر شاہد و ناطق ہے۔ ماشاءاللہ ہر شمارہ ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ صوری اور معنوی ہر دو لحاظ سے عدیم النظیر اور بے مثال ہے۔ آپ کے راہوار قلم سے اداریہ مجلہ کی آن بان، شان بلکہ جان ہے۔ علما و مشائخ کے تذکار ہوں یا مشاہیر کی وفیات، کتابوں پر نقد و نظر ہو یا حالات حاضرہ پر آپ کا بے لاگ تبصرہ، یہ سب موضوعات آپ کے حسنِ انتخاب کا کرشمہ ہیں۔ فقیر کے ٹوٹے پھوٹے مضامین و مقالات اور مکتوبات کو بھی آپ نہایت فراخ دلی سے "اشرفیہ" کے صفحات پر مناسب جگہ عنایت فرماتے ہیں۔ یہ آپ کی محبت اور چاہت ہے ورنہ فقیر کس قطار و شمار میں ہے۔ من آنم کہ من دانم۔

یہ سب کچھ میرے پیارے سرکار دوعالم ﷺ کی نظر میں ہے۔

وہ کتنی سہانی گھڑی ہوگی جب حضور حافظ ملت علامہ شاہ الحاج حافظ عبدالعزیز محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہند کے صوبہ یوپی کے اعظم گڑھ کے مردم خیز خطہ مبارک پور میں اہل سنت کی ایک نہایت ہی معیاری علمی درس گاہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کے قیام کا مبارک قدم اٹھایا۔ یہاں سے فیض یافتہ علما و مشائخ دنیا بھر میں علمی، ادبی، تحقیقی، تصنیفی، تدریسی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ماشاءاللہ انہوں نے "مصباحی" نسبت کا وقار بلند و بالا فرما کر الجامعۃ الاشرفیہ کی عظمت و رفعت کا شہرہ بام عروج تک پہنچا دیا ہے۔ زندہ باد "الجامعۃ الاشرفیہ" زندہ باد، اللھم زد فزد

ماہ نامہ "اشرفیہ" حضور حافظ ملت محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد میں نہایت کامیابی و کامرانی سے جاری و ساری ہے۔ یہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کا صحیح معنوں میں دینی، علمی اور فکری ترجمان ہے۔

اس کی سرپرستی کا شرف عزیز ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ الحاج عبدالحفیظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حصے میں آیا ہے

مدیر اعلیٰ کے طور پر "علامہ مبارک حسین مصباحی" کا نام جگمگاتا ہوا نظر آتا ہے۔ محمد محبوب عزیزی اس کے منیجر اور تزئین کار مہتاب پیامی ہیں جو ماشاءاللہ قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔

مجلس مشاورت پر نظر ڈالیں تو اس میں مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی، مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی اور مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی کے اسمائے گرامی آسمان صحافت پر ستاروں کی مانند جھلمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ان سب کو ہمیشہ روشن اور توانا رکھے تاکہ ان کی

علمی وروحانی روشنی سے عالم اسلام فیض یاب ہوتا رہے۔

آج آپ کو مختصر ساخط لکھنے بیٹھا تو جب لکھنا شروع کیا تو میرا خامہ لکھتے ہی چلا گیا اور الجامعۃ الاشرفیہ کی علمی و روحانی دنیا میں گم ہو کر رہ گیا۔ ماہ نامہ "اشرفیہ" کی ورق گردانی کرتے کرتے اس کی نوک قلم سے الجامعۃ الاشرفیہ کی علمی ہیبت و دبدبہ کے پیش نظر اعتراف حقیقت کے طور پر یہ چند کلمات بھی صفحۂ قرطاس پر آ ہی گئے۔ اور پھر آج کا مختصر مکتوب بے اختیاری اور غیر ارادی طور پر طولانی اختیار کر گیا۔

بس یہ کچھ حضرت حافظ ملت محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی تصرفات ہیں ورنہ من آنم کہ من دانم۔

سر دست ماہ نامہ الحقیقہ کے "تحفظ ختم نبوت نمبر" کی دوسری جلد کی پی ڈی ایف فائل آپ کی نذر کی جاتی ہے، قبول فرمائیں۔ تاخیر پر معذرت خواہ ہوں، ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا۔

اگر ممکن ہو سکے تو "اشرفیہ" میں اس پر اپنا گراں قدر تبصرہ بھی فرمادیں۔حضرت حافظ ملت محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں ناچیز ہیچ مدان کا نیاز مندانہ سلام بھی حاضر فرمادیں۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام۔ والسلام مع الاکرام

احقر: **سید صابر حسین شاہ بخاری** قادری غفرلہ

ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف

ضلع اٹک پنجاب پاکستان

اس کے بعد آپ نے دو ایک خطوط بذریعہ وہاٹس ایپ ارسال فرمائے جو غلطی سے ڈیلیٹ ہو گئے، ہم نے ان تمام احکامات کا جواب ماہ نامہ اشرفیہ اپریل 2022ء میں شامل کر دیا تھا، ہماری یہ کج مج تحریر ذیل میں نذر قارئین ہے۔

یادگار نوازشوں کی شکر گزاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ابو الفضائل حضور سیدنا شیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری مدنی دامت برکاتہم القدسیہ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مزاج عالی جاہ!

مکتوبِ گرامی وقار نظر نواز ہوا، دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہو گئی، آنکھیں پر نور اور دل مسرور ہو گیا۔ پڑھا تو لفظ و معنٰی کی سحر انگیزی میں الجھ کر رہ گیا، اپنے لیے جو کبھی سوچا نہیں تھا، وہ آپ کے کرامت آثار جملوں نے پیکرِ تمثیل بنا کر سامنے رکھ دیا۔ بڑوں کی ذرہ نوازیاں ہر دور میں شہرۂ آفاق رہی ہیں۔ آپ کی خسروانہ نوازشوں کی صورت میں آج بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ سچائی یہی ہے کہ خود ستائی ہو یا اپنے بڑوں کی ذرہ نوازیاں، دنیا کے ہر کم سواد انسان کو اچھی لگتی ہیں۔ خدا بھلا کرے آپ کا کہ آپ نے بھی ہمارے ساتھ وہی بزرگانہ سلوک فرمایا ہے، خیر یہ آپ کا بڑپن اور خوردہ نوازی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو اپنی بارگاہِ بے نیاز میں قبول فرمائے اور اس حقیر فقیر گناہ گار کو اس کے مثل بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ سچ اور حق یہ ہے کہ من آنم کہ من دانم۔

آپ سے کسی بزرگ نے دریافت کیا تھا کہ حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے مرشدِ گرامی شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہ کا تعارف کیا ہے۔ آپ خانقاہ چشتیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے عظیم بزرگ تھے۔ اجمیر مقدس میں عہدِ طالب علمی میں دیگر 39 طالبانِ علومِ نبویہ کے ساتھ حضور حافظِ ملت قدس سرہ بھی آپ کے مرید ہوئے تھے، اس کے بعد حضور حافظِ ملت بحیثیت صدر المدرسین مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت حضور شیخ المشائخ کچھوچھوی قدس سرہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کی مبارک پور میں خلافت و اجازت بھی عطا فرما دی۔ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت نے بھی آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ ہم اس تعلق سے اپنا ایک مضمون ارسال کرتے ہیں۔ حضور اشرفی میاں کچھوچھوی کے تفصیلی احوال نیٹ پر دستیاب ہیں۔

ایک مکتوب میں آپ نے حضرت علامہ بدر القادری علیہ الرحمہ کے حوالے سے کچھ معلومات دریافت فرمائی ہیں۔ چند باتیں عرض ہیں۔ آپ کا نکاح شہر اعظم گڑھ کی ایک صالحہ خاتون صاحبہ سے ہوا تھا، آپ نے متعدّد بار حج و زیارت کی دولت حاصل فرمائی۔ حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی قدس سرہ کی بارگاہ میں بھی حاضری کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا خاندانی پس منظر بھی بہت اچھا اور مذہبی تھا۔ آپ کے ایک برادر حضرت مولانا رضوان احمد قادری بھیونڈی مہاراشٹر میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے تھے، انھیں وہاں ایک فساد میں غیر مسلموں نے شہید کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائے آمین۔ حضرت علامہ بدر القادری نے ان کی شخصیت و شہادت پر بنام "حضرت مولانا رضوان احمد شہید" کے نام سے ایک پوری کتاب تصنیف فرمائی

ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ پانچ برادران تھے، شاید تیسرے نمبر پر آپ کا اسمِ گرامی ہے۔

متعدد برسوں کے بعد آپ کی اولاد ہوئی۔ جن میں دو فرزند اور دو دختر نیک اختر ہیں۔ ہم نے آپ کی شخصیت پر جو لکھا ہے اس شمارے کو ہم نے روانہ کر دیا ہے۔ نیز پانچ برس کے شمارے بھی آپ کو بھیج دیے ہیں۔

آپ مسلسل تحریریں روانہ فرماتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل قبول فرمائے۔ نگارشات تو سب ہی قابلِ اشاعت ہوتی ہیں بلکہ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کے علمی معیار میں اضافہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہم شائع کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

ابھی کتنے دنوں کی بات ہے، آپ نے ماہ نامہ الخاتم انٹرنیشنل کا ”امیر المجاہدین نمبر“ ایک ہزار سے زائد صفحات کا مرتب کر کے شائع فرمایا تھا۔ اس کی بھی آپ نے PDF فائل کی صورت میں روانہ فرما کر تبصرہ کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ ہماری کج مج تحریر کو بھی آپ نے بڑے اہتمام سے اس میں شامل فرمایا ہے۔ نمبر دیکھا بلا شبہہ امیر المجاہدین حضرت علامہ شاہ حافظ غلام حسین رضوی جیسی عظیم شخصیت تھی، آپ نے ضخیم ووقیع نمبر مرتب کر کے اپنے بے باک مجاہد ہونے کا بڑی حد تک حق ادا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول و مقبول فرمائے۔

اب ماہ نامہ الحقیقۃ کا ”تحفظِ ختم نبوت نمبر“ جلد دوم بھی ارسال فرما دیا۔ ایک ہزار سے زائد صفحات کا یہ وقیع نمبر دیکھ کر ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ماہ نامہ الحقیقۃ کی پوری ٹیم کو بے شمار جزاؤں سے سرفراز فرمائے۔ یہ نمبر ”من جانب ادارہ الحقیقۃ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ نارووالی سے جاری ہوا ہے۔

اس نمبر میں ختم نبوت کی تحریکوں، کتابوں اور ناموس رسالت کے محافظین کو جس انداز سے جمع کیا گیا ہے، حق یہ ہے کہ آپ حضرات نے ختم نبوت کے تحفظ کا بڑی حد تک اپنا حق ادا فرما دیا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس پر بھی اظہار خیال کروں۔

آپ نے ا]پنی دو کتابیں بھی ارسال فرمائی ہیں۔ (1) امام احمد رضا اور احترامِ سادات، صفحات: 64 (2) نعت اور عقیدۂ ختم نبوت۔ ماشاء اللہ آپ لکھتے ہیں اور بھرپور لکھتے ہیں۔

جی، یاد آیا۔ سہ ماہی مجلہ ”ذوق“ اٹک سے مرتب ہونے والے ”فضیلۃ الشیخ نمبر“ کی فہرست بھی نظر نواز ہوئی، ہماری معمولی تحریر پر بھی آپ نے گراں قدر تاثرات کا اظہار فرمایا تھا۔ آپ کی عظیم شخصیت اور خدمات کے تعلق سے یہ نمبر ایک دستاویز ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس یادگار نمبر کی اشاعت کب تک ہوگی، ہمیں شدید انتظار ہے۔

ہم ایک بار پھر آپ کی اہم کاوشوں اور یادگار نوازشوں کے شکر گزار ہیں۔ عہد حاضر میں آپ رسول کریم ﷺ کی سچی یادگار ہیں۔ ہم گنہگاروں کو اپنی دعاؤں اور خصوصی توجہات میں یاد رکھیں۔

29 جمادی الثانی 1443ھ آپ کا شیدائی

2 جنوری 2022ء احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

خدم التدریس والصحافۃ

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ضلع اعظم گڑھ، یو. پی. (انڈیا)

بفضلہٖ تعالیٰ شیخ طریقت حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم القدسیہ کی مقبول ترین شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، آپ کے شیدائیوں کا دنیا بھر میں بڑا طبقہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل ہر محفل میں اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ سہ ماہی ”ذوق“ اٹک پنجاب پاکستان نے ایک ہزار صفحات پر آپ کی شخصیت پر گراں قدر نمبر جاری فرمایا، حضرت نے اپنے درج ذیل مکتوب میں اسی کی اشاعت کی اطلاع دی ہے اور پی ڈی ایف فائل بھی ارسال فرمادی ہے، یہ مکتوب آپ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

گیارھوں مکتوب:

سہ ماہی ذوق ”اٹک“ کے خصوصی نمبر کی اشاعت

بملاحظۂ گرامی محبی مخلصی محترم المقام حضرت العلام زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، ناچیز ہیچ مدان کے بارے میں سہ ماہی مجلہ ”ذوق“ اٹک پنجاب پاکستان کا نہایت ہی ضخیم خصوصی نمبر شائع ہو کر اہل ذوق علم و قلم کی ضیافت طبع کے لیے حاضر ہو چکا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کے مقالہ نے بھی اس خصوصی نمبر کی زیب و زینت میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ فقیر آپ کی قلمی عنایات کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے اور آپ کے علم و قلم میں اضافہ کے لیے دعا گو ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

سردست بیرونی دنیا کے ان اہل علم و قلم علما و مشائخ کرام کی خدمت میں اس نمبر کی پی ڈی ایف فائل نذر کی جاتی ہے۔ اسے ملاحظہ

فرمائیں اور اپنی گراں قدر آراسے نوازیں۔
امید واثق ہے کہ آپ آئندہ بھی اسی طرح حسب سابق اپنی وفاؤں اور عطاؤں سے سرفراز فرماتے رہیں گے۔

والسلام مع الاکرام
گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر **سید صابر حسین شاہ بخاری** قادری غفرلہ
برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان
(5/رمضان المبارک 1443ھ/7/اپریل 2022ء)

سہ ماہی "المنتھی" کا
"تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری نمبر"

ہمارے پیارے نبی کریم رؤف الرحیم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاتمیت، جامعیت اور اکملیت اظہر من الشمس ہے، اس پر قرآنی آیات اور نبوی احادیث شاھد و ناطق ہیں۔ لیکن حق و باطل کی جنگ روز ازل سے جاری و ساری ہے اور روز ابد تک رہے گی۔ جھوٹے مدعیان نبوت اپنے مکروفریب کے ساتھ جب بھی اور کہیں بھی نمودار ہوئے تو محافظین ختم نبوت ان کے سامنے نہایت جرأت واستقامت کے ساتھ سامنے آئے اور ان کذابوں کے لیے سد سکندری ثابت ہوئے۔ محافظین ختم نبوت نے ہر دور کے کذابوں کا ہر محاذ پر نہایت ڈٹ کر ان کے ہر قسم کے مکروفریب کا پردہ چاک کر کے ان کے مذموم عزائم کو خاک میں ملایا اور امت مسلمہ کے ایمان کو محفوظ و مامون بنایا۔

1839ء میں ہندوستان میں مشرقی پنجاب کے خطۂ گورداس پور کے قصبہ قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا جس نے آگے چل کر گرگٹ کی طرح کئی رنگ بدلے اور بالآخر وہ اپنے آپ کو "نبی "سمجھ بیٹھا اور یوں وہ "مسیلمۂ پنجاب" اور "فتنۂ قادیانیت" کا بانی ثابت ہوا۔

برصغیر میں جن محافظین ختم نبوت نے فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کیا ان میں حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (پ: 1852ء-م: 1927ء) کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ ان کا پورا نام محمد پیر بخش لاہوری، والد گرامی کا نام میاں امام بخش اور دادا کا نام خدا یار رحمۃ اللہ علیہم ہے۔

آپ نے اگرچہ عصری تعلیم مڈل تک حاصل کی لیکن آپ نے قرآن وحدیث اور فقہی علوم میں بھی مہارت تامہ حاصل کی تھی اس پر آپ کی تصنیفات و تالیفات شاھد و ناطق ہیں۔

آپ آرائیں برادری کے ذیلدار خاندان کے ایک فرد فرید تھے۔ اس خاندان کا روحانی تعلق سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے ہے۔ اور اس خانوادے کی دینی خدمات بھی اظہر من الشمس ہیں۔

آپ محکمۂ ڈاک میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر فائز رہے۔ اس وقت سکول کے پڑھے لکھے سرکاری ملازم کو "بابو" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یوں "بابو" آپ کے نام کا جزو لاینفک بن کر رہ گیا۔ آپ بھاٹی دروازہ لاہور کے رہنے والے تھے اور لاہور شہر کی نسبت ہی سے آپ کو لاہوری کہا جاتا تھا۔ لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں آپ محو خواب ہیں۔

اگرچہ آپ کے اسم گرامی "پیر بخش" سے آپ اور آپ کے خانوادے کا عقیدہ و مسلک ظاہر و باہر ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ آپ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "چودھویں صدی کا مجدد "تسلیم کرتے تھے۔

1912ء میں آپ اپنی عمر عزیز کے ساٹھ سال مکمل ہونے کے بعد اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہوئے اور پھر اپنے دم آخریں تک فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف رہے۔

بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ملازمت سے فراغت کے بعد اپنے ایک دوست بابو چراغ دین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر "انجمن حمایت اسلام" کی بنیاد رکھی اور اس کے سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پھر آپ نے "انجمن تائید الاسلام" کا قیام عمل میں لایا اور اس کے زیر اہتمام ماہنامہ "تائید الاسلام" لاہور کا اجراء عمل میں لایا۔ اور نہایت کامیابی سے اسے چلایا، 1927ء میں آپ کی وفات کے بعد 1932ء تک میاں قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ (پ: 1862ء-م: 1952ء) ماہنامہ "تائید الاسلام" لاہور کے مدیر رہے۔

بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ملازمت سے فراغت کے بعد فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں ایسے منہمک ہوئے کہ آپ کے شب و روز اس فتنۂ عظیمہ کی سرکوبی میں بسر ہوئے۔

آپ جہاد بالقلم کے محاذ پر آگے بڑھ بڑھ کر وار کرتے تھے اور اس فتنہ کے سرغنہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے ہر مکروفریب کو طشت ازبام فرماتے ہوئے اسے شکست سے دوچار کرتے رہے۔

آپ نہ صرف اپنی کتب و رسائل اور مضامین و مقالات بلکہ

اہل سنت کے مشاہیر اہل علم و فضل کی تصنیفات و تالیفات کے ذریعے بھی اس فتنۂ عظیمہ سے اہل ایمان کو آگاہ فرماتے رہے۔

مرزا آنجہانی اور اس کی ذریت کی جانب سے جاری ہونے والے ہر اشتہار، پمفلٹ، ٹریکٹ اور ہینڈ بل کا آپ عقلی و نقلی دلائل سے رد فرما کر فتنۂ قادیانیت کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیتے تھے۔

جہاد بالقلم کے محاذ پر میاں قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مالی معاونت سے آپ کی کتب و رسائل کی طباعت ہوتی تھی۔

ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات جلیلہ کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ ضرورت تھی کہ کوئی مرد مجاہد یا مجاہدہ آگے بڑھے اور ان کی حیات وخدمات کے حوالے سے ایک مقالہ لکھ کر سامنے لے آئے۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ ختم نبوت کی اس نابغۂ روزگار شخصیت کی حیات وخدمات پر کام کرنے کے لیے اس بار قرعۂ فال ایک نیک سیرت خاتون محققہ عزیزہ سدرہ عبد الخالق صاحبہ کے نام نکلا۔

انھوں نے اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ عربی وعلوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کی نگرانی و سرپرستی میں ایم اے کی سند کے حصول کے لیے محنت شاقہ سے مقالہ "دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش کی خدمات" لکھا اور پھر وہ ساحل مراد تک پہنچیں، الحمد للہ۔

عصر حاضر میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں ایک ممتاز و نمایاں نام مولانا خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ کا ہے۔ آپ ایک عرصے سے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے ایک نہایت علمی و تحقیقی مجلہ سہ ماہی "المنتہیٰ" لاہور نہایت کامیابی سے نکال رہے ہیں۔ یہ مجلہ اپنے موضوع پر اسم بامسمیٰ ثابت ہوا ہے اس پر اس کا ہر شمارہ ہی شاہد و ناطق ہے۔ آپ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد کے حوالے سے نئے نئے زاویوں سے سوچتے ہیں اور پھر انہیں عملی جامہ بھی پہناتے ہیں۔ آپ نے حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے حوالے سے جب محققہ سدرہ عبد الخالق صاحبہ کے تحقیقی مقالے کی تکمیل کا مژدہ جانفزا سنا تو آپ کی خوشی دیدنی تھی، آپ نے فوراً فیصلہ کیا کہ اس تحقیقی مقالہ کو سہ ماہی "المنتہیٰ" لاہور کی خصوصی اشاعت کے طور پر شائع کرنے کی سعادت ضرور حاصل کی جائے۔ چنانچہ آپ نے اس تحقیقی مقالہ کو معمولی ترمیم واضافہ کے ساتھ "تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان سے سہ ماہی "المنتہیٰ" لاہور کے شمارہ نمبر 18، 19 کو "اشاعت خاص" کے طور پر شائع فرما کر عام کیا۔ یہ شمارہ جنوری تا جون 2022ء پر مشتمل ہے۔

اس اشاعت خاص کا سرورق نہایت جاذب نظر اور دل کش ہے۔ سرورق "مہر نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور مسجد نبوی کے مینار کے نقش سے مزین ہے۔

آغاز میں حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے "حمد باری تعالیٰ" ہے۔ اس کا مطلع کچھ یوں ہے:

دوسرا کون ہے، جہاں تو ہے
کون جانے تجھے، کہاں تو ہے

مقطع اس طرح ہے:

محرم راز تو بہت ہیں امیر
جس کو کہتے ہیں راز داں تو ہے

اس کے بعد علامہ محمد شہزاد مجددی کے قلم سے "ترانۂ ختم نبوت" ہے۔ اس کا مطلع ملاحظہ فرمائیں:

اس نظریے پر ہی قائم پاکستان ہمارا ہے
صدق دل سے ختم نبوت پر ایمان ہمارا ہے

مقطع دیکھیں:

آ او اے شہزاد فدا ہو جائیں ان کی عظمت پر
ہر میدان میں حامی و ناصر خود رحمن ہمارا ہے

فاضل مدیر اعلیٰ مولانا خواجہ غلام دستگیر فاروقی نے "چراغ راہ" کے عنوان سے اس خصوصی اشاعت کا اداریہ لکھا جس میں نہایت ہی اختصار سے اس خصوصی نمبر کی نہ صرف غرض وغایت سے پردہ اٹھایا بلکہ اس کی اہمیت وافادیت اور پس منظر کو بھی احاطۂ تحریر میں لایا۔

اداریہ کے بعد مقالہ نگار محققہ سدرہ عبد الخالق صاحبہ کی جانب سے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے تحت "اظہار تشکر" کے زیر عنوان ان تمام معاونین کا نام لے کر شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے اس مقالہ کی تکمیل میں ان کے ساتھ بھرپور علمی و عملی تعاون کیا ہے۔ ان معاونین میں ان کی والدہ ماجدہ، ان کے چھوٹے بھائی سفیان عبد الخالق، ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری، محمد ثاقب رضا قادری، توفیق احمد جوناگڑھی، مولانا کاشف اقبال مدنی، میاں محمد عفان، ڈاکٹر ضیاء الحق قمر کے اسمائے گرامی نہایت نمایاں ہیں۔۔۔۔ (جاری)

فکرونظر

خلیفۂ راشد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

جنوری 2023 کا عنوان	جسمانی معراج مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فروری 2023 کا عنوان	شبِ براءت، عبادات اور غریبوں کی غم گساری

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ انساب کے بڑے ماہر تھے

از: مولانا محمد اسید الرحمٰن سعید

دورِ جاہلیت میں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار قریش کے اشراف و معزز لوگوں میں ہوتا تھا اور پھر ظہور اسلام کے بعد بھی ان کا یہی مقام و مرتبہ رہا، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں کو (بھلائی اور بُرائی کے معاملہ میں) معادن (کانوں کی طرح) پاؤ گے (مگر) جوان میں زمانۂ جاہلیت میں اچھے تھے، وہ زمانۂ اسلام میں بھی ہوں گے، جب وہ دین کا فہم حاصل کریں گے۔ (بخاری شریف 3493، مسلم شریف 2526)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم انساب کے ماہر !!!!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش میں قریشیوں کے انساب کے سب سے زیادہ ماہر، ان کو سب سے زیادہ جاننے والے اور ان کے خیر و شر سے سب سے زیادہ واقف تھے جیسا کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمام قریش میں ان کے انساب کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ (مسلم شریف: 2490)

جود و سخا اور مہمان نوازی: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب میں ضیافت و مہمان نوازی میں امتیازی اور منفرد حیثیت کے مالک تھے، قبیلۂ قارہ کے سردار ابن الدغنہ نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انہی خوبیوں کا ذکر کیا تھا، اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر بہت ظلم و تشدد کیے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلے، یہاں تک کہ جب مقام "برک غماد" تک پہنچے تو وہاں ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے میری قوم (قریش) نے نکال دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میں زمین میں سیر و سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔

ابن الدغنہ نے کہا اے ابوبکر! تجھ جیسے لوگ نہ از خود نکلتے ہیں اور نہ ہی نکالے جاتے ہیں۔ تم لوگوں کو وہ چیزیں مہیا کرتے ہو جو ان کے پاس نہیں ہوتی۔ تم صلہ رحمی کرتے ہو، لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، اور جھگڑوں میں حق (والوں) کی مدد کرتے ہو۔ پھر کہنے لگا کہ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں، تم واپس لوٹ جاؤ اور شہر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرو۔ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آ گئے۔ ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ واپس آیا اور شام کے وقت قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا بیشک ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسا (اعلیٰ اخلاق کا مالک) شخص نہ (اپنے علاقے سے) نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو لوگوں کو وہ چیزیں مہیا کرتا ہے جو ان

کے پاس نہیں ہوتیں، صلہ رحمی کرتا ہے اور دوسروں کے بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی اور حق والوں کی مدد کرتا ہے۔ تو قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ کو رد نہیں کیا (منظور کر لیا)۔ (بخاری شریف 3905)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم ترین مناقب میں سے ابن الدغنہ کا یہ قول ہے، ابن الدغنہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہی اوصاف بیان کیے ہیں جو ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعثت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کے بیان کیے تھے۔ (الاصابہ 4/147)

قریش مکہ نے ابن الدغنہ سے کہا کہ تم ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سمجھا دو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں، وہیں نماز پڑھیں اور (قرآن میں سے) جو چاہیں پڑھیں لیکن اس سے ہمیں اذیت نہ دیں اور نہ اس کو اعلانیہ (لوگوں کے سامنے) پیش کریں، کیوں کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور ہمارے بچے اس فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں تو ابن الدغنہ نے (سیدنا) ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سب باتیں کہہ دیں۔ سو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شرط پر مکہ مکرمہ میں رہے، اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے اور علانیہ نماز نہ پڑھتے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور قرآن پڑھتے، پھر سیدنا صدیق اکبر نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھنا اور تلاوت کرنا شروع کی، تو وہاں مشرکین مکہ کی عورتوں اور بچوں کا مجمع لگ جاتا، وہ سب (قرآن سنتے اور) انہیں حیرت و تعجب سے دیکھتے رہتے۔

خشیتِ الٰہی: سیدنا صدیق اکبر خشیت الٰہیہ میں بہت رونے والے انسان تھے، جب قرآن کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے، اس صورتحال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور ابن الدغنہ سے کہا کہ ہم نے تو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تیری پناہ میں دینا اس شرط پر قبول کیا تھا کہ وہ اپنے گھر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کریں لیکن اس نے اس شرط کے خلاف کیا، اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا کر کھلے عام نماز پڑھنی اور بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرنا شروع کر دی ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے گمراہ نہ ہو جائیں، لہٰذا تم ابو بکر کو اس بات سے روکو۔ اگر وہ علانیہ نماز اور بلند آواز میں قرآن پڑھنا چاہتے ہیں تو تمھاری پناہ واپس دے دیں، کیونکہ ہم تمھاری پناہ توڑنا نہیں چاہتے اور ہم یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اعلانیہ عبادت کریں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر ابن الدغنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ جس شرط کے ساتھ میں نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے؟ اس شرط پر قائم رہیں یا میرے عہد کو واپس کر دیں، کیوں کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ یہ خبر سنیں کہ میری امان توڑ دی گئی ہے، تو اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے تیری امان واپس کرتا ہوں اور میں اللہ عزوجل کی پناہ پر راضی ہوں۔ (بخاری شریف، 3905)

مکہ مکرمہ کے دورِ ابتلا میں عظیم الشان کردار: جرات و شجاعت میں بھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منفرد اور امتیازی شان کے مالک تھے۔ حق بات کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے، دینِ اسلام کی نصرت اور حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے ہرگز ڈر اور خوف محسوس نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں سب سے بڑی گستاخی کیا کی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کعبۃ اللہ (مشرفہ) کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا حضور نبی کریم ﷺ کے گلے میں ڈال کر پوری طاقت اور قوت سے کھینچا، تو اس موقع پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور اس (ظالم و ملعون) کو کندھے سے پکڑ کر حضور نبی کریم ﷺ سے دور ہٹایا اور کہا (ترجمہ) کیا تم اس شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ سورۂ مومن، آیت نمبر 28 (بخاری شریف 3856)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کو مشرکین مکہ کے ہاتھوں سے چھڑا رہے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرما رہے تھے کہ اے میری قوم کے لوگو! تم پر افسوس! کیا تم اس شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ مومن کی 28 نمبر آیت مکمل پڑھی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم 12/180)

نئے مسلمانوں کے لیے تعلیم و تکریم کا اہتمام: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت دین، رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی تکریم کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی معاونت کے لیے اپنے آپ کو وقف

کر رکھا تھا، جیسا کہ سیدنا ابوذر غفاری اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (حرم بیت اللہ میں) تشریف لائے، حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھی (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر نماز پڑھی، جب نماز پڑھ چکے تو پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام پیش کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ قبیلہ غفار کا ایک شخص ہوں، آپ ﷺ نے ہاتھ اُٹھایا اور اپنی انگلیاں پیشانی پر رکھیں (جیسے کوئی ذکر کرتا ہے) میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ کو میرا یہ کہنا بُرا معلوم ہوا کہ میں نے قبیلہ (غفار) کا ایک فرد ہوں۔ میں آپ ﷺ کا دستِ مبارکہ پکڑنے کے لیے لپکا لیکن آپ ﷺ کے ساتھی (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کا حال جانتے تھے انہوں نے مجھے ایسا کرنے سے روکا، پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا تم یہاں کب سے ہو؟ میں نے عرض کیا تیس (30) دنوں سے ادھر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ سوائے زم زم کے پانی کے میرے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں، پھر میں (اسی سے) فربہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ میرے پیٹ کے بل مٹ گئے اور میں اپنے کلیجے میں بھوک کی کمزوری نہیں پاتا۔ "آپ ﷺ نے فرمایا زمزم کا پانی برکت والا ہے اور وہ کھانا بھی ہے اور کھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آج رات اسے کھانا کھلانے کے لیے مجھے اجازت مرحمت فرمائیے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دروازہ کھولا اور اس میں طائف کی خشک کشمش نکالی۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ مکرمہ میں کھایا۔ (مسلم شریف کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، 2473)

ستم رسیدہ غلاموں کی آزادی میں کوشاں: مکہ مکرمہ میں جب **رسول اللہ ﷺ** اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مشرکین کی اذیت رسائی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ بالخصوص کمزرو و بے یار و مددگار مسلمان ظلم کی اس چکی میں زیادہ پسے، انھیں سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی جاتی تھیں، تاکہ یہ لوگ اپنا عقیدۂ توحید اور اسلام کی تعلیمات سے باز آجائیں اور دوسروں کے لیے نشانِ عبرت بن جائیں اور نئے لوگ اسلام لانے کی جرات نہ کر سکیں۔ اس سلسلہ میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے سات سات حضرات ہیں، رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق، عمار، ان کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مسلمانوں پر مشرکین ظلم و تشدد کرتے، انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کر آگ نما دھوپ میں کھڑا کر دیتے، باقی مسلمانوں کی طرح سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ظلم و تشدد کیا جاتا مگر وہ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے کا ورد کرتے۔

(مستدرک حاکم، 5238، مسند احمد 3831، ابن ماجہ کتاب السنہ)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر تکلیفیں آئیں جب کسی اور کو تکلیفیں نہیں دی جاتی تھیں، مجھے اللہ کی راہ میں اس وقت خوف زدہ کیا گیا جب کسی اور کو ڈرایا دھمکایا نہیں جاتا تھا۔ بعض اوقات مجھ پر تیسری رات بھی اس حالت میں آجاتی تھی کہ میرے اور بلال کے کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ جسے کوئی ذی روح کھا سکے، مگر اتنی ہی مقدار میں کہ جسے بلال کی بغل چھپا سکے۔

(ترمذی شریف 2472، ابن ماجہ 151)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کروایا (بخاری شریف 3754) ایک روایت امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ بہتر ہیں اور ہم سب میں سے رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہیں۔ (ترمذی شریف 3656)

ثقہ محدث حضرت قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو اپنے پاس ہی رکھیے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا

کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجیے تاکہ میں (آزادی کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کر سکوں۔(بخاری 3755)

ثقہ تابعی حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے نانا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس چالیس ہزار درھم تھے۔ وہ ساری رقم انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دی۔ اس رقم سے انہوں نے سات مسلمانوں کو آزاد کروایا، جنہیں دینِ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اذیتیں دی جاتی تھیں اور وہ سات مسلمان یہ ہیں، سیدنا بلال، سیدنا عامر بن فہیرہ، سیدہ زُنیرہ، سیدہ نہدیہ اور اُن کی بیٹی، سیدہ اُمِّ عمیس اور بنو مومل کی بچیوں میں ایک بچی۔(تاریخ دمشق 30/67 واسنادہ صحیح)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کمزوروں اور بے سہارا لوگوں پر جو بے دریغ اپنا مال خرچ کرتے تھے اس پر اہل مکہ مکرمہ کو بہت ہی تعجب تھا اور ان کی نگاہ میں یہ عجیب و غریب چیز تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں یہ لوگ (مظلوم مسلمان) آپ رضی اللہ عنہ کے دینی بہن بھائی تھے، ان میں سے ایک فرد کے مقابلے میں روئے زمین کے تمام ظالموں اور مشرکوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان ابوقحافہ رضی اللہ عنہ (اسلام قبول کرنے سے پہلے) نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر! میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور و ناتواں لوگوں کو آزاد کرواتے ہو، تو ایسے کیوں نہیں کرتے بیٹے! کہ کب تم نے لوگوں کو آزاد کروانا ہی ہوتا ہے تو صحت مند اور توانا لوگوں کو آزاد کروایا کرو تاکہ وہ تجھے تیرے دشمنوں سے بچا سکیں اور تیرے دفاع کے لیے کمربستہ ہو سکیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اباجان! میں کمزور و ناتواں، بیمار و ضعیف غلاموں کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے آزاد کرواتا ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ اللیل کی یہ آیات (5،21) نازل فرمائیں۔

ترجمہ! پس لیکن وہ جس نے دیا اور (نافرمانی سے) بچا اور اس نے سب سے اچھی بات کو سچ مانا۔ تو یقیناً ہم اسے آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔ وہ لیکن وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا اور اس نے سب سے اچھی بات کو جھٹلا دیا تو یقیناً ہم اسے مشکل راستے کے لیے سہولت دیں گے اور اس کو مال اس کے کسی کام نہ آئے گا جب وہ (گڑھے میں) گرے گا۔ بلاشبہ ہمارے ہی ذمے یقیناً راستہ بتانا ہے اور بلاشبہ ہمارے ہی اختیار میں یقیناً آخرت اور دنیا ہے۔ پس میں نے تمہیں ایک ایسی آگ سے ڈرایا ہے جو شعلے مارتی ہے۔ جس میں بڑے بدبخت کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا، جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا اور عنقریب اس سے وہ بڑا پرہیزگار دور رکھا جائے گا۔ جو اپنا مال (اس لیے) دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔ حالانکہ اس کے ہاں کسی کا کوئی احسان نہیں ہے کہ اس کا بدلا دیا جائے مگر (وہ تو صرف) اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کیلئے (دیتا ہے) وہ سب سے بلند ہے۔ اور یقیناً عنقریب وہ راضی ہو جائے گا۔ (مستدرک حاکم 2-525,526)

مذکورہ بالا آیات میں صاحب اتقیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے مظلوم مسلمانوں کو آزاد کرواتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے متعلق یرضیٰ کے الفاظ بیان فرمائے جب کہ سورۃ الضحیٰ میں **آپ** ﷺ کے لیے فترضیٰ کے الفاظ ذکر فرمائے ہیں!

شانِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جسدِ اقدس چارپائی پر رکھا گیا تو میں بھی لوگوں میں موجود تھا اور وہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (کی مغفرت و درجاتِ بلندی) کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اسی دوران میرے پیچھے سے ایک شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور وہ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے) یوں کہہ رہے تھے اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے، مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے دونوں ساتھیوں) رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن کرائے گا۔ کیوں کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کرتا تھا کہ میں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) تھے۔ کبھی فرماتے کہ میں نے اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) نے یہ کام کیا۔ کبھی فرماتے کہ میں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) گئے۔ اس لیے مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انہی دونوں بزرگوں) رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ رکھے گا، میں نے جو پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔ (بخاری شریف، 3677)*--*--*

افضل البشر بعد الانبیاء

محمد ہاشم اعظمی مصباحی

اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء و رسل کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، ان کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا، ان کے بعد عشرۂ مبشرہ ان کے بقیہ صحابۂ کرام، ان کے بعد باقی اہل بدر، ان کے بعد باقی اہل اُحد، ان کے بعد باقی اہل بیعت رضوان، پھر تمام صحابۂ کرام۔ افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السّلام بالتحقیق خاص یہ جملہ کلمہ حدیث نہیں ہے، بلکہ متعدّد احادیث کریمہ، اور اقوال فقہا و متکلّمین کا خلاصہ ہے اور اہل سنت وجماعت کے اجماعی عقیدہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترجمانی پر مشتمل مختصر سا جملہ ہے، جسے دنیا کے مختلف خطوں میں نماز جمعہ سے قبل ہونے والے خطبہ متوارثہ میں بالالتزام پڑھا جاتا ہے۔

دراصل جس طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت رکھتے ہیں، یوں ہی آپ کی امت کو سابقہ تمام امتوں پر فضیلت کا شرف حاصل ہے. پھر تمام امت محمدیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب سے افضل قرار پائے، پھر حضرات صحابۂ کرام میں وہ مہاجرین جنہیں سابقین اولین ہونے کا شرف حاصل ہے پھر ان میں بھی وہ دس خوش نصیب حضرات جنہوں نے زبان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دنیا ہی میں جنتی ہونے کا مژدہ پایا، پھر ان عشرۂ مبشرہ میں حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تمام پر فضیلت حاصل ہے اور ان چار یاروں میں بھی یار غار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ باتیں مستحکم دلائل پر مبنی ہیں۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کی روشنی میں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شمار کرتے ان کے بعد حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر بعد النبی، الحدیث: 3655، ج2، ص518)

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی للہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا کہ رسول پاک کے وصال باکمال کے بعد افضل ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث 178 جلد اول، ص107)

ابوالبختری طائی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر اور وہی آپ کے وصال کے بعد آپ کی اُمّت کے والی یعنی خلیفہ ہوں گے اور وہی اُمّت میں سب سے افضل اور سب سے بڑھ کر نرم دل ہیں۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق، جلد30، ص73)

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (فرماتے ہیں) کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر، میں نے عرض کی، پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، حدیث 3671، جلد2، ص522)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت میں میرے بعد سب سے بہتر شخص ابوبکر ہیں، پھر عمر۔ (ابن عساکر)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ میں نے عرض کی اے رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل شخص! تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوجحیفہ! کیا تجھے بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ وہ حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر، اے ابو جحیفہ! تجھ پر افسوس ہے، میری محبت اور ابوبکر کی دشمنی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی اور نہ میری دشمنی اور ابوبکر و عمر کی محبت کسی مومن کے دل میں جمع ہو سکتی ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی من اسمہ علی، حدیث 3920، جلد3، ص79)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ نہیں! اللہ تعالیٰ اسے تم پر

خلیفہ مقرر فرمادے گا جو تم میں سب سے بہتر ہو گا پھر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے سب سے بہتر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانا، جنہیں ہم پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ (دار قطنی، تاریخ دمشق، جلد30، ص290-289)

ہمدانی سے باکمال روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت مجھے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر، ان کے بعد عمر، ان کے بعد عثمان خلیفہ ہے۔ بعض روایات میں یہ لفظ ہے کہ پھر انہیں خلافت ملے گی۔ (ابن شاہین، فضائل الصدیق لملاعلی قاری، ابن عساکر، تاریخ دمشق، جلد5، ص189)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا کہ: آپ ﷺ کے نزدیک مردوں میں سب زیادہ محبوب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ابو بکر۔

[رواہ بخاری ومسلم]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ کے موقع پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: آپ ہمارے سردار، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے سب زیادہ محبوب ہیں یہ ایک طویل حدیث ہے۔

چوتھے خلیفہ راشد باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب ان کے صاحبزادے حضرت محمد بن الحنفیہ نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے۔؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر۔ (رواہ البخاری)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اجماع: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ابو بکر اور عمر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج طلوع ہوا ہے نہ غروب۔ ایک روایت میں ہے کہ انبیاء ورسل کے بعد ابو بکر اور عمر سے زیادہ افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اللہ کی قسم! آپ سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔

(مسند عبد بن حمید، حدیث212، ص101، ابو نعیم، طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ انبیا ورسل علیہم السلام میں سے کسی کو بھی ابو بکر سے افضل کوئی ساتھی نصیب نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ سورۂ یٰسین میں بیان ہونے والے جن انبیاء کرام علیہم السلام کے جس شہید ساتھی کا ذکر ہے، وہ بھی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل نہ تھا۔ (حاکم، ابن عساکر)

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک روح القدس جبریل امین نے مجھے خبر دی کہ آپ ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد افضل ابو بکر ہیں۔ (طبرانی المعجم الاوسط، حدیث6448، جلد5، ص18)

حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ انبیاے کرام علیہم السلام کے سوا ابو بکر لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ (طبرانی، ابن عدی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں اور رسولوں کے سوا زمین وآسمان کی اگلی اور پچھلی مخلوق میں سب سے افضل ابو بکر ہیں۔

(حاکم، الکامل لابن عدی، حدیث368، جلد2، ص180)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمر ہیں۔ (ابن عساکر، ابو العطوف، ابن الجوزی، العینی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کی موجودگی میں ہم کہتے تھے کہ سب سے افضل ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابہ، حدیث3655، جلد2، ص451)

حضرت بساط بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی بھی حکم نہیں چلائے گا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سہل سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ابو بکر کی محبت اور ان کا شکر میرے ہر امتی پر واجب ہے۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق، حدیث174، جلد30، ص141)

حضرت حجاج تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جسے دیکھو کہ ابو بکر اور عمر کا برائی سے ذکر کرتا ہے تو سمجھ لو کہ دراصل وہ اسلام کی بنیاد کو ڈھا رہا ہے۔ (ابن قانع)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری امت میں جتنے لوگ ابو بکر اور عمر کی محبت کے سبب جنت میں جائیں گے، اتنے لا الہ الا اللہ کہنے کے سبب نہ جائیں گے۔ (زوائد الزہد لعبد اللہ بن احمد، الصواعق المحرقہ) ***

سہ ماہی "فکر فردا" آن لائن کا تیسرا شمارہ

از: مبارک حسین مصباحی

فکر فردا کا تیسرا شمارہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

اس شمارے میں پہلا مقالہ قرانیات سے متعلق ہے، معروف اسکاٹس مستشرق سر ولیئم مایر نے اپنی انگریزی کتاب The Coran: It's Composition and Teaching میں قرآنی آیات و مضامین پر اعتراضات کیے تھے، ضرورت تھی کہ ان اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے اور اہل اسلام و اہل سنت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا جائے۔ فکر فردا ٹیم کے روح رواں اور فعال نائب ایڈیٹر - مولانا میزان الرحمن علائی صاحب نے بڑی گہرائی سے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور کئی ماہ کی محنت و لگن کے بعد اس مقالے کو تیار کیا، کئی بار اس مقالے کے مندرجات پر ہم لوگوں کی علمی مباحث ہوئے، پھر یہ مقالہ آپ کی خدمت میں فکر فردا کی زینت بن کر حاضر ہوا ہے۔

دوسرا مقالہ ہمارے فاضل دوست مولانا محمد رضوان طاہر فریدی صاحب کا ہے جو صحیح بخاری کے راویوں کی معرفت کے طریقوں پر مشتمل ہے جو یقینی طور پر ایک اچھا علمی کام ہے۔ یہ علوم حدیث سے متعلق مقالہ ہے۔

تیسرا مقالہ حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے مشہور و معروف تلامذہ و فیض یافتگان کے مختصر تعارف پر مشتمل ہے۔ مقالہ نگار ڈاکٹر یونس قادری صاحب شیخ محقق پر اپنی خدمات کے حوالے سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ یہ مقالہ تاریخ اور اسلاف شناسی کے زمرے میں پیش ہے۔

چوتھا مقالہ حضرت سید اشرف حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے احوال و آثار پر ایک تاریخی و تفصیلی مقالہ ہے۔ حضرت عبد الخبیر مصباحی صاحب قبلہ کا یہ مقالہ کئی مہینوں کی محنت اور جستجو کے بعد تیار ہوا ہے، حضرت اشرف حسین کی حیات و خدمات پر کوئی مستقل مقالہ یا کتاب اب تک لکھا نہیں گیا تھا، اس لحاظ سے یہ کام کافی اہم ہے اور یقینا احباب اسے پڑھ کر مسرور ہوں گے۔

پانچواں مقالہ مجلہ فکر فردا کے ایڈیٹر ڈاکٹر نور محمد لکھنوی صاحب قبلہ کا ہے جو لکھنؤ کے مشہور و معروف علاقے "عیش باغ" کی تاریخی و ثقافتی اہمیت پر مشتمل ہے۔ یہ مقالہ تاریخ و ادب کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔

ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ مجلے میں عنوانات نئے ہوں، مواد اور معمولات کے اعتبار سے بھی اہم ہوں، اور کسی نہ کسی ضروری میدان سے متعلق ہو جس میں ہمارا کام بہتر سے بہتر انداز سے پیش نہ ہو سکا ہو۔ مکمل مجلہ آپ درج ذیل لنک سے ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں:

https://archive.org/details/1-3-fikr-e-farda-book-v-1-issue-3-2022

فکر فردا ٹیم

ہمارا مختصر تاثر:

محب محترم بشارت علی صدیقی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سہ ماہی فکر فردا کا تیسرا شمارہ دیکھا آنکھیں پرنور اور دل و دماغ ٹھنڈے ہوگئے۔ ہم آپ سب کو دل کی گہرائیوں سے تبریکات پیش کرتے ہیں۔

ماشاء اللہ مضامین اور مقالات میں تنوع اور جدت پسندی ہے۔ انداز تحریر عمدہ اور دلوں میں دلوں کی باتیں اتارنے کا بھرپور سلیقہ ہے۔ تحریریں بڑی کدو کاوش اور بھرپور مطالعے سے قرطاس کے دامن پر سجائی ہیں۔ مضامین علمی، دینی اور تحقیقی ہیں، مگر ہر تحریر میں ادبیت کا رنگ بھرپور ہے، تاریخی اور فکری گوشوں کو بھی ہنر مندوں نے بڑی خوش اسلوبی سے پیش کیا ہے۔

فکر فردا کے مدیران سے اب تک آشنائی تو نہیں تھی مگر اس سہ ماہی سے ان سے بھی یک طرفہ تعارف ہو گیا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ ڈاکٹر نور محمد لکھنوی مدیر ہیں اور میزان الرحمٰن علائی نائب مدیر ہیں۔ یہ دونوں شخصیات قدیم و جدید لسانی ادبی اور فکری صلاحیتوں سے لیس

ہیں۔ ان دونوں کے افکار اور قلمی خدمات سے بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ محترم صدیقی صاحب! آپ کی شخصیت تو اپنی مثال آپ ہے مگر آپ کی ٹیم بھی بڑی خوبیوں سے آراستہ ہے۔ اللہ تعالی اپنے حبیب مکرم خاتم النبیین ﷺ کے طفیل ان سب سے دین وسنیت کی بھرپور خدمت لے۔ آمین۔ ازاحقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ۔

نوٹ: یہ تاثر آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے حسب ذیل کرم فرمایا۔

محترم بشارت علی صدیقی کا نوازش نامہ:

گرامئ وقار حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی صاحب قبلہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

سیدی! ہم آپ کے علمی وقار، فکری اڑان اور تحقیقی قد سے بخوبی واقف ہیں۔ مختلف علمی، ادبی، فکری اور تحقیقی گوشوں کے علاوہ آپ نے اردو زبان وادب کے میدان میں برصغیر کے اہل سنت کی جتنی خوبی اور عمدگی کے ساتھ نمائندگی فرمائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

بے شک ہمارے یہاں یہ ایک بڑا خلا ہے جو آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے پر فرمایا، ہم اہل سنت ان زریں خدمات کے لیے ہمیشہ آپ کے مشکور رہیں گے۔

ہمارے لیے یہ نہایت ہی خوشگوار بات ہے کہ اس قدر خوبیاں اور جوہر کمال رکھنے کے باجود آپ ہمارے مجلے "فکر فردا" کو قدر کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، بے شک یہ بات ہمارے لیے کسی ایوارڈ سے کم نہیں ہے۔

شکریہ ادا کرنے کے لیے مجھے صحیح الفاظ نہیں مل رہے ہیں۔ یقین نہیں آرہا کہ جماعت کی ایک اتنی بڑی اور قدآور شخصیت نے اِس ذرہ بے مقدار کو مبارک بادی بھیجی ہے۔ اس حوصلہ افزائی کے لئے میں ہمیشہ آپ کا مشکور رہوں گا۔

دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو مزید کامرانیوں سے مشرف فرمائے، حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے اور آپ کو ہمارا بہترین قائد بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بشارت علی صدیقی ومجلس فکر فردا

(ص:54 کا بقیہ) اور ٹائم والا مسئلہ مثال کے طور پر ایک تازہ آرڈر میں آیا ہے کہ 9 بجے سے تین بجے تک مدرسہ چلنا چاہیے، اب یہ آپ خود غور فرمائیں کہ ہمارے اساتذہ جو علما ہیں یہ صبح فجر میں اٹھ جاتے ہیں اس کے بعد پھر وہ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر صبح چائے ناشتہ لیتے ہیں، اس کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہو جاتے ہیں، اب اگر 9 بجے وہ جائیں گے اور دوپہر میں کھانا کھانے کے بعد قیلولہ بھی کرتے ہیں، وہ سب ختم ہو جائے گا، وہ کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے ہیں اب اگر 9/ بجے سے تین بجے تک وہیں پر ہی رہیں گے تو بتائیے کہ دوپہر میں کھانا کب کھائیں گے، کھانا کھانے کا وقت مل بھی گیا تو اس کے بعد نماز کب پڑھیں گے، عام طور پر مدارس کے ذمہ داران متردد ہیں، اس فیصلے کے خلاف بھی لوگوں نے اپنی عرضیاں داخل کی ہیں اور ہمیں امید بھی ہے گورنمنٹ سے کہ وہ مسائل کو سمجھے گی اور نظرِ ثانی کرے گی۔

حضرت ہم دیکھتے ہیں کہ جامعہ ملیہ ہو کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، یا عثمانیہ یونیورسٹی ہو، کیا یہ ساری مسلمانوں کے لئے بنی ہوئی ہیں اور ان میں مسلم طلبہ کے ساتھ ہندو طلبہ بھی زیر تعلیم رہتے ہیں تو کیا ان عربی مدارس کے اندر اگر کوئی غیر مسلم طالب علم مولویت پڑھنا چاہتا ہے عربی فارسی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

حضرت نے ارشاد فرمایا: ہمارے یہاں کوئی پابندی نہیں دوسری بات یہ کہ ہمارے ہاں جو پرائمری شعبے چلتے ہیں ان میں بہت اچھی تعداد میں غیر مسلم بچے ہیں اور جو ہمارے انٹر کالج دو دو چلتے ہیں، اس کی اور شاخیں جو ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں ان تمام میں کل بھی غیر مسلم بچے باضابطہ تعلیم حاصل کرتے تھے اور آج بھی پڑھائی کرتے ہیں اور ان شاء اللہ پڑھتے رہیں گے۔ تو اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے، رہی بات یہ کہ وہ اگر مولویت پڑھنا چاہیں تو ہمارے یہاں آج بھی ان کا استقبال ہے۔ وہ آئیں اور ایڈمیشن لیں۔

آخر میں Yes-24 News کی جانب سے حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی کی بارگاہ میں شکریہ ادا کیا گیا۔ بعد میں حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی نے بھی حضرت مولانا عمران عالم مصباحی اور کوثر علی رپورٹر Yes-24 News سیوان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے تمام سامعین کا شکریہ ادا کیا

ترتیب وپیش کش: رحمت اللہ مصباحی

نمائندہ روزنامہ انقلاب، مبارکپور، اعظم گڑھ

مناقب

در شان حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

کمالات و ہنر میں سب پہ بھاری حافظِ ملت

کتابِ عزم و ہمت کے بخاری حافظِ ملت
کمالات و ہنر میں سب پہ بھاری حافظِ ملت

چراغِ مصطفیٰ بن کر تجلی حق کی پھیلائی
تو بوبھی ہر اک میداں میں ہاری حافظِ ملت

علی کے بابِ حکمت کا ہے مظہر تیرا دروازہ
یہاں ملتی ہے فن کی شاہکاری حافظِ ملت

بنا ہے اشرفیہ آج گلزارِ جہاں آرا
لہو سے کی ہے تونے آبیاری حافظِ ملت

معلم کی زباں سے بولتی ہے تیری دانائی
یہاں ہر درس تیری فیض باری حافظِ ملت

علومِ اعلیٰ حضرت کا خزینہ تیرا سینہ ہے
خدانے دی ہے فن کی تاج داری حافظِ ملت

چمک ایسی عطا کی ہے تجھے صدر الشریعہ نے
ہے لرزہ ظلمتِ باطل پہ طاری حافظِ ملت

نہ ٹوٹے وقت کے کرب وبلا سے حوصلے تیرے
حسینی عکس تیری جاں نثاری حافظِ ملت

مناظر تونے دکھلائے براہیمی تحمل کے
کیا گلزار ہر طوفانِ ناری حافظِ ملت

ہمیں تو نوح کی کشتی ترا علمی سفینہ ہے
ہدایت پا رہی ہے ہر سواری حافظِ ملت

جہاں بھر میں ستیزہ کار ہیں باطل سے مصباحی
تری امداد ہے ہر وقت جاری حافظِ ملت

گھٹا سکتے نہیں تیرے مخالف تیری عظمت کو
رہے گی حشر تک یہ شان داری حافظِ ملت

ترے در کی جبیں سائی سے ہے دارین کی شوکت
کہ ہے یہ خاک تاج افتخاری حافظِ ملت

مہ وانجم کی بینائی بڑھی ہے تیرے جلووں سے
ہے تجھ میں فن کی ایسی تاب کاری حافظِ ملت

یہ کتنی خوش نصیبی ہے مبارک پور والوں کی
ملا ان کو ترا فیضِ جواری حافظِ ملت

معطر ہیں جو افکارِ فریدی عشق و عرفاں سے
تری مٹی کی ہے یہ مشک باری حافظِ ملت

محمد سلمان رضا فریدیؔ صدیقی مصباحی

حافظِ ملت

تعالی اللہ کیا عظمت نشاں ہیں حافظِ ملت
کمالِ علم کے ہفت آسماں ہیں حافظِ ملت

رہیں گے زندۂ جاوید صدیوں کی سماعت میں
فنا جس کو نہیں وہ داستاں ہیں حافظِ ملت

قدم کے ساتھ انکے کہکشاں گردش میں رہتی ہے
بلندی میں خدا جانے کہاں ہیں حافظِ ملت

یہ مصباحی چمن جس کے گلوں میں ہے جہانگیری
یقیناً اِس چمن کے باغباں ہیں حافظِ ملت

محدث ہیں، مفکر ہیں، فقیہِ بے بدل ہیں وہ
جہانِ علم و فن کے رازداں ہیں حافظِ ملت

ستوں کہیے انھیں قصرِ عروجِ اہلِ سنت کا
جفاکش ہیں، وفا کیشی کی جاں ہیں حافظِ ملت

کیا ناقوس کی بستی میں اعلانِ سحر جس نے
وہی مہتاب آوازِ اذاں ہیں حافظِ ملت

مہتاب پیامی

سفر آخرت

استاذ العلماء الحاج مفتی مجیب الرحمٰن کا وصال پر ملال

سوگوار قلم: مولانا محمد شرف الدین مصباحی

مؤرخہ 13 نومبر 2022 بروز اتوار رات تقریباً 11 بجے ممبرا میں سنی دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد کے قدیم مایہ ناز مفتی متبحر عالم دین استاذ العلما الحاج مفتی مجیب الرحمٰن صاحب قبلہ کا انتقال ہو گیا۔

اناللہ وانا الیہ رٰجعون

مفتی صاحب قبلہ 11 نومبر جمعہ کو ہی گھر سے ممبرا تشریف لائے اور سنیچر کے دن مدرسہ میں پڑھانے کے لیے تشریف لائے اور جب جانے لگے تو ماسٹر مسعود احمد سے کہا کہ کل یعنی اتوار کو نہیں آؤں گا کیوں کہ طبیعت ناساز ہے کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ زندگی کا آخری دن ہو گا۔ آخر کار دوشنبہ کی رات میں کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تھے اور کھانا بھی کچھ کھائے تھے کہ سانس تیز تیز چلنے لگی اور گھر والے ہاسپٹل لے کر چلے راستے میں ہی آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

مفتی صاحب مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے فقہی مسائل میں حضرت علامہ مفتی نعیم اختر صاحب قبلہ کے بہترین معاون ومددگار تھے، انتہائی خاموش طبع، سادہ مزاج بااخلاق بامروت کہنہ مشق درسیات میں عمدہ تفہیم کے مالک تھے، طلبہ کی تعلیم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ 1978ء سے دار لعلوم محمدیہ میں 12 نومبر 2022ء تک 44 سال مسلسل تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

آپکی تاریخ پیدائش 2 فروری 1955ء ہے، آبائی وطن ارنیاٹولہ تھانہ کنسی سمری ضلع دربھنگہ تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم صمدیہ بھیونڈی تھانے میں داخلہ لیا اور ہدایۃ النحو تک کتابیں پڑھیں اس کے بعد 1973ء میں مرکزی ادارہ سنی دارالعلوم محمدیہ میں داخل ہوئے، یہیں سے فراغت ہوئی اور تاحیات تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

68 سالہ مرد قلندر جو تمام اسٹاف اور طلبہ کے لیے مخلص، سراپا اخلاص کے پیکر تھے، آج ہمارے درمیان سے ہمیشہ کے لیے ضرور کوچ کر گئے لیکن سیکڑوں کی تعداد میں تلامذہ کو عالم دین بنایا جو آپ کی بہترین یادگار بھی اور باعث ترقی درجات بھی ہیں۔

پورا اسٹاف نے مفتی صاحب کے گھر پہنچ کر زیارت کی اور گھر والوں کو تعزیت پیش کی مفتی صاحب کے ایک صاحبزادے ہیں، ایک بیٹی بھی ہیں جن کی شادی ہو چکی ہے۔ آپ کی اہلیہ بھی بقیدِ حیات ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل کی عطا فرمائے۔

نماز جنازہ 14 نومبر 2022ء بروز دوشنبہ بعد نماز مغرب حضرت فخرالدین شاہ بابا درگاہ امرت نگر ممبرا میں ادا کی گئی۔ جانشین حضور اشرف العلما حضرت علامہ سید نظام اشرف اشرفی جیلانی قبلہ خطیب وامام زکریا مسجد نائب صدر سنی دار العلوم محمدیہ مینارہ مسجد محمد علی روڈ ممبئی نے نماز جنازہ پڑھائی اور پرنم آنکھوں سے اساتذۂ کرام اور علما ومشائخ نے آپ کو سپرد خاک کیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مفتی صاحب قبلہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، جملہ اراکین وپسماندگان واساتذہ دارالعلوم محمدیہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شرکائے غم: مولانا سید محمد خالد اشرف اشرفی جیلانی، مولانا سید نظام اشرف اشرفی جیلانی، مولانا ظہیر الدین خان، مولانا سید اطہر علی، مولانا جان محمد، مفتی نعیم اختر، مولانا غلام معصوم اکبر، مولانا ریاض احمد اشرفی، مولانا محمد شرف الدین مصباحی، مولانا قاری نور الہدیٰ اشرفی، مولانا عبدالقدوس، حافظ وقاری صدیق احمد، مولانا قاری جمشید صاحب، مولانا قاری اصغر علی، مولانا سید مسعود احمد اشرف اشرفی جیلانی، مولانا نور الاسلام، مولانا تحسین رضا، مولانا قاری شوکت علی جیبی، مولانا قاری کمال، مولانا قاری واجد علی، مولانا اسد علی، مولانا رفیق احمد، جملہ اراکین و اساتذہ وطلبہ دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد محمد علی روڈ ممبئی۔

چند روز قبل جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں حضرت مولانا عمران عالم مصباحی صدر آل مدرسہ یوا شکچھک سنگھ بہار پٹنہ تشریف لائے تھے، ان کے ساتھ Yes-24 News کے رپورٹر کوثر علی تھے۔ انھوں نے حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور مسلم مسائل کے حوالے سے گفتگو کی جو Yes-24 اور دیگر ذرائع ابلاغ پر نشر ہوئی، ناظرین نے خوب پسند کیا، اب پیش ہے ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے لیے...

Yes-24 News کی حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی سے گفتگو

جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور مسلم مسائل

السلام علیکم۔ آپ سب دیکھ رہے ہیں Yes-24 News نیوز اور میں ہوں کوثر علی، ابھی ہم لوگ ہیں اتر پردیش کے ایک ایسے ادارے میں ہیں جس کے علم کی خوشبو پوری دنیا میں مہکتی ہے۔ ہم لوگ ابھی مبارک پور میں ہیں جامعہ اشرفیہ یہ ایک طرح سے دیکھا جائے تو یونیورسٹی ہے۔ میں نے جب اس کے پورے ایریا کو دیکھا تو میں خود دنگ رہ گیا، عام طور پہ ہم لوگ جب دوسرے مدرسوں کو دیکھتے ہیں تو یہ وسعت نظر نہیں آتی لیکن جب میں اس مدرسے میں آیا تو مجھے لگا کہ واقعی میں یہاں کے جو حافظ ملت ہیں وہ ایک ایسا تحفہ دے کر گئے ہیں خاص کر کے اتر پردیش کے اس مبارک پور کو کہ یہ ادارہ قیامت تک قائم رہے گا۔

اس وقت ہمارے روبرو ایک خاص مہمان ہیں جنھیں مفکر اسلام علامہ مبارک حسین مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ و استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے نام سے دنیا جانتی اور پہچانتی ہے۔ ان کی ادارت میں شائع ہونے والا ماہنامہ اشرفیہ پوری دنیا کے مختلف خطوں میں پہنچتا ہے۔ ہم اس ادارے کے بارے میں حضرت سے سمجھنا چاہیں گے اور آج کل جو سیاسی حالات ہیں حضرت اس پر بھی روشنی ڈالیں گے، چونکہ یہاں کا میسج پوری دنیا کو متاثر کرتا ہے۔ تو بہت شکریہ کہ آپ نے وقت دیا میرے اور ناظرین کے لئے سب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور آپ کا یہاں پر استقبال کرتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ، یہ آپ حضرات کی محبت ہے کہ آپ برصغیر کی عظیم ترین درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور تشریف لائے۔ حضرت مولانا عمران عالم مصباحی جو سیوان میں رہ کر پورے بہار کی دینی اور سیاسی قیادت فرما رہے ہیں۔ محترم کوثر علی Yes-24 News کے کامیاب رپورٹر ہیں اور ہم شکر گزار ہیں محب گرامی حضرت مولانا رحمت اللہ مصباحی رپورٹر روزنامہ انقلاب بنارس کے جوان حضرات کو لے کر ہمارے یہاں پر تشریف لائے۔ آپ تمام حضرات کا بہت بہت شکریہ۔

حضرت، بہت سارے لوگ اس بات کو جاننا چاہتے ہیں کہ جس طریقہ سے ادارہ ہے ہم لوگوں کے کئی ادارے ہیں مسلم مذہب میں کئی ادارے ہوتے ہیں ان سب اداروں میں اور ابھی ہم جس ادارے میں ہیں یعنی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں تو یہ ان اداروں سے کس طریقہ سے الگ ہے تھوڑا سا اس ادارے کے بارے میں آپ بتائیں۔

دیکھیے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش یورپین ممالک میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا بڑا شہرہ ہے۔ یہاں کے نامور فاضل دنیا کے اسلامی ممالک کے علمی و دینی تقریباً ہر گوشے میں اپنی ایک الگ اور منفرد شناخت رکھتے ہیں اور اسی شناخت کی بنیاد پر انہیں پہچانا جاتا ہے اور الجامعۃ الاشرفیہ کا تعارف بھی انھوں نے اپنی خدمات اور اپنے کارناموں سے بھرپور انداز میں انجام دیا ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور یہ 1807 میں مدرسہ مصباح العلوم کے نام سے قائم کیا، مبارک پور کے چند باشعور بالغ نظر اہل سنت و جماعت کے افراد نے۔ یہ جس طرح ادارے چلتے رہتے ہیں جگہیں بدلتا رہا اور کام کرتا رہا۔ 1934ء میں حضرت حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی جو یہاں صدر المدرسین کی حیثیت سے تشریف لائے تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اس ادارے کو بہت آگے بڑھایا بلکہ طلبہ کی پورے ہندوستان سے ایک بھیڑ جمع ہونے لگی اور آپ دعوت و تبلیغ کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے، اور ساتھ ہی ساتھ ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے آپ نے کوششیں فرمائیں اور ایک سال کے بعد 1935ء میں باغ فردوس جو اس کا تاریخی نام ہے۔ دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور قصبہ کے اندر ایک وسیع زمین میں آپ

نے قائم فرمایا۔ اب اس کا نام دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم ہو گیا۔

حضرت ایک چیز ہم یہاں جاننا چاہیں گے کہ جس طریقہ سے اداروں پہ جو آج سیاست ہو رہی ہے، جیسے آپ نے بتایا کہ 1807ء میں اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ جس طریقہ سے ابھی جو سیاست کا ایک رنگ دیا گیا ہے خاص کر کے مدارس کو لے کر سبھی کی نگاہیں اس کی طرف ہیں، بہت حد تک اگر دیکھا جائے تو لو متاثر بھی ہو رہے ہیں اس سے چونکہ اس طرح سے دیکھا جائے تو پلورائزیشن کی جو سیاست چل رہی ہے خاص کر کے مدرسوں کو لے کر اس میں آپ کی کیا رائے ہو سکتی ہے اس پہ روشنی ڈالیں آپ۔

دیکھیے بہت اچھی اور سچی بات آپ نے ارشاد فرمائی ہے، ہم بھی سمجھ رہے ہیں جو آپ فرما رہے ہیں۔ اور معاملہ یہ ہے کہ وہ یہ آر ایس ایس اور بی جے پی حکومت بہر حال کوئی بھی پارٹی ہو اپنا ایک مشن رکھتی ہے، اپنا ایک مقصد رکھتی ہے، اور مسلمانوں کے تعلق سے ان پارٹیوں کا جو کچھ کرنا ہے، جو سوچ ہے، وہ صرف مدارس کے تعلق سے نہیں بلکہ طلاق کا مسئلہ ہو، طالبات کے پردوں اور حجابات کا مسئلہ ہو اور مساجد اور مدارس پر حملوں کا مسئلہ ہو، یہ تمام مسائل یکے بعد دیگرے مسلسل چلے آ رہے ہیں، اور انھیں میں سے ایک مدارس کو بھی انھوں نے نشانہ بنایا ہے۔ جہاں تک سچائی کی بات ہے یقینا انھوں نے آرڈر کیا اور اترپردیش کے مدارس کا سروے کرایا وہ سروے رپورٹ بھی بڑی حد تک فائنل ہو چکی ہے مگر ابھی کچھ باقی ہے۔ مگر کسی مدرسے میں کوئی بھی ایسی چیز آج تک نہیں پائی گئی کہ جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ مدارس کے اندر دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے یا عربی اور فارسی پڑھا کر یہ ملک اور وطن کے خلاف تخریب کاری میں ملوث ہیں اس قسم کی باتیں بے ہودگی پر مبنی ہیں اور سچائی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

یہیں سے میرا ایک سوال ہے کہ ہم نے کئی ایسے عالم دین سے اس کے بارے میں ذکر کیا اور بات بھی کیا، کہ عام طور پر آج سے نہیں بلکہ ہم نے 90 کی دہائی سے ہم لوگ دیکھتے آ رہے ہیں، کہ بی جے پی کے جو بڑے عہدے پہ ہیں وہ لوگ ایک الزام عائد کرتے ہیں خاص کر مدرسوں کو لے کر، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ مدرسوں میں آتنکواد کی پڑھائی کی جاتی ہے، اور دیش کے مخالف اس میں تعلیم دی جاتی ہے حالانکہ ابھی تک اس معاملہ میں کچھ ثابت نہیں ہو پایا، اور کہیں نہ کہیں اسی کو لے کر آسام اور اترپردیش کے کئی علاقوں میں بھی یہاں تک کہ جھارکھنڈ میں بھی کئی چیزیں سامنے آئیں، تو کیا لگ رہا ہے کہ سچ میں۔ ایسی بات ہے یا کہیں نہ کہیں اک شوسہ اور سیاسی جملہ ہے۔

دیکھیے ایسا ہے کہ میں خود حقیر فقیر آسام متعدّد بار حاضر ہوا ہوں، جھارکھنڈ بھی متعدّد بار حاضر ہوا ہوں، اور ملک کے مختلف صوبوں میں دعوت و تبلیغ کے حوالے سے میرا آنا جانا مسلسل لگا رہتا ہے۔ آسام کے تعلق سے آپ جو یہ فرما رہے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ وہاں پر مسلمان اقلیت میں ہیں اور اس میں بھی ایک معاملہ یہ ہے کہ بہت سے ممالک ہیں جیسے بنگلہ دیش ہے یا اور بھی دوسرے ممالک ہیں وہاں کے کچھ لوگ آ کر رہنے لگے، مگر آپ خود یہ غور کیجیے کہ کسی پارٹی کا کہنا یہ ہے کہ اگر بیرون ہند سے ہندو آئے یا اور دیگر مذاہب کے لوگ آئیں تو ان کو ہم رکھیں گے اور مسلمانوں کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا، خیر ان کا یہ سیاسی نقطۂ نظر ہے اور اس وقت میں کوئی سیاسی گفتگو کرنے کے لیے نہیں بیٹھا ہوں، میں ایک الجامعۃ الاشرفیہ کے تعلق سے عرض کرنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ اور وہ باتیں نہ کہنا مناسب ہے۔

حضرت یہیں پہ روک بھی دوں گا، ہم لوگ اس کو آگے نہیں بڑھائیں گے کیوں کہ یہ سیاسی معاملہ ہے بھی۔ ہم اس بات کو سمجھنا چاہیں کہ یہ آپ کا ادارہ جو اتنا بڑا ہے، میں نے اسے گھوم کر دیکھا ہےل مگر اس کا کچھ حصہ دیکھ پایا اتنے میں ہی تھک گیا ہوں۔ لیکن میں ہی نہیں بلکہ میرے ناظرین بھی یہ جاننا چاہیں گے کہ کیا مدارس میں صرف مذہبی تعلیم دی جاتی ہے یا پھر عصری علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں، مدارس کے طلبہ ڈاکٹر، انجینئر بھی بن سکتے ہیں یا پھر واقعی میں یہ صرف مذہبی تعلیم تک ہی رہ جاتے ہیں۔ اس میں کیا سچائی ہے۔

دیکھیے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ہمارے یہاں پر جو عربی اور فارسی کی تعلیم ہوتی ہے یہ ایک زبان کی حیثیت سے ہوتی ہے مذہبی اعتبار سے نہیں ہوتی اور مذہبی اعتبار سے یہ تعلیم ہو تو اس کا رجسٹریشن وغیرہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارے یہاں پر پرائمری ماشاء اللہ بہت اچھا چل رہا ہے، انٹر کالج بہت اچھا چل رہا ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کے دو انٹر کالج ہیں اور ماشاء اللہ بے مثال ہیں اور خود جامعہ اشرفیہ میں کمپیوٹر کی مسلسل تعلیم ہے اور انٹر تک کی تعلیم انگریزی بھی ہے۔ حساب بھی پڑھایا جاتا ہے سائنس بھی داخل نصاب ہے، جغرافیہ بھی داخل نصاب ہے، ہندی بھی داخل نصاب ہے اب آپ اور چاہتے کیا ہیں۔ یہ ساری چیزیں ہیں یہاں چونکہ دعوت و تبلیغ کے تعلق سے افراد کو تیار کیا جاتا ہے

تواب کس ملک میں اس کو جانا ہے سرکار حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ رضوان فرماتے تھے کہ میں نے اس کو خون جگر سے سینچا ہے اگر اس میں ذرا بھی کوئی کمی آتی ہے تو میرے دل و دماغ پر اس کا بڑا غلط اثر پڑتا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ ہمارے یہاں سے باضابطہ انگریزی، سنسکرت، ہندی کے ایسے ماہرین پیدا ہوں کہ وہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں جائیں تو ان کو احساس کمتری میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔ کیا یہاں سنسکرت کی بھی پڑھائی ہوتی ہے؟ جی باضابطہ سنسکرت کی پڑھائی ہمارے انٹر کالج میں ہوتی ہے۔ اور لڑکیوں کے کالج میں بھی ہوتی ہے۔ اور ہندی باضابطہ یہاں داخل نصاب ہے۔ حضرت ایک چیز اور بتائیں کہ کیا یہاں مذہبی تعلیم دینے والے ہی اساتذہ ہیں یا پھر ٹیکنیکل تعلیم جیسے کمپیوٹر وغیرہ کے بھی ٹیچر ہیں؟

ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے یہاں لڑکیوں کا انٹر کالج الگ چلتا ہے، لڑکوں کا الگ چلتا ہے اور باضابطہ طور پر چلتا ہے، اور یہاں پر کمپیوٹر کا ایک سنٹر بنا ہوا ہے جسے آپ دیکھیں گے تو حیرت زدہ رہ جائیں گے، اس کے لیے چار پانچ اچھے ٹیچر موجود ہیں اور یہاں جو اساتذہ ہیں وہ سب بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور قطع کلام میں عرض کرنا چاہتا ہوں، ہمارے یہاں کے جو فضلا ہیں وہ دہلی کی یونیورسٹیوں میں پندرہ سولہ سو کے قریب ہیں۔ جی میرا یہ سوال بھی تھا جسے آپ بیان کر رہے، چلیں میں اسے لے لیتا ہوں کہ یہاں سے جو طلبہ فارغ ہو کر نکلے ہیں وہ کس کس عہدے پر اور کہاں کہاں کس ادارے میں ہیں۔ عام طور پر مدارس کے حوالے سے اس معاملہ میں لوگوں کی جو سوچ ہے اس میں کہاں تک سچائی ہے۔

میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے یہاں کے جو فارغین ہیں باضابطہ طور پر ہمدرد یونیورسٹی دہلی کے اندر استاد ہیں، جامعہ ملیہ کے اندر استاد ہیں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اندر استاد ہیں، بنارس یونیورسٹی میں اور یہ صرف پروفیسران کی بات نہیں کر رہا ہوں، ہمارا آپ دیکھیں کہ ٹیکنیکل لائن میں بھی اور اچھے قسم کے فارغین ہیں، یہ سب بلاحجہ کی بات ہے۔ پوری سچائی میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اور آپ عملی طور پر اس کو دیکھیں معاملہ یہ ہے کہ ہمارے طلبہ جاتے ہیں یونیورسٹیز میں اور کالجز میں جاتے ہیں تو پوزیشن یہ ہے کہ جامعہ ملیہ میں چلے گئے ہمدرد یونیورسٹی میں چلے گئے جے این یو میں چلے گئے دہلی یونیورسٹی میں چلے گئے اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور اسی طرح اور بھی یونیورسٹیز کے اندر، آپ کے لکھنؤ یونیورسٹی میں یا آپ کے پٹنہ یونیورسٹی میں، بنارس یونیورسٹی میں۔

تو حضرت اس کو مان کر یہ چلا جائے کہ جو سیاسی رنگ ہے وہ کچھ اور دکھ رہا ہے جو ہماری حقیقت ہے جو زمین پر کام ہو رہا ہے وہ بالکل اپنی جگہ پر متعین ہے وہ چیز۔ بالکل آپ صحیح فرما رہے ہیں سیاسی رنگ تو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ ایک سوال ہے حضرت کہ ابھی ایک معاملہ بہت زیادہ سرخیوں میں تھا خاص کر کے مدرسوں کا سروے کو لے کر کے۔ بہار میں بھی کافی اتھل پتھل مچی ہوئی تھی لوگ کو لگ رہا تھا کہ بہار میں بھی ایسا ہو گا کیا۔ بہر حال کیا لگ رہا تھا کہ جو مدارس کا سروے ہو رہا تھا تو کئی مدارس اس کی زد میں آئے ہوئے ہیں تو اس کا مقصد و مطلب کیا تھا اور ابھی کیا ملا ہے حکومت کو؟

دیکھیے واقعہ یہ ہے کہ میں نہیں کہتا گورنمنٹ غلط کر رہی ہے، اس کا ایک نظام ہے وہ اپنی نظام کے تحت سارے اداروں کو مسئلہ صرف مدارس کا نہیں ہے بلکہ اور بھی اسکول ہیں، میں نام لیے بغیر کہہ رہا ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ مدارس کے اندر میں جانتا ہوں کہ کچھ غلط بھی ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ غلط کرنے والے بھی قوم کے ہی لوگ ہیں۔ جیسے بھی کرتے ہیں یہ سب مجھے سمجھانے بتانے کی ضرورت نہیں ہے مگر اب بھی اچھی تعداد میں جو مدارس ہیں وہ ماشاءاللہ اپنی مثال آپ ہیں۔ جو اچھا کام کر رہے ہیں۔ کچھ ادارے ایسے ہیں جہاں پر اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ مگر اللہ کا فضل و کرم ہے کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور یہاں کی جو شاخیں ہیں یا اس سے متعلق جو ادارے ہیں آج تک ہمیں وہاں کوئی ایسی کمی نظر نہیں آئی۔ رہی بات یہ کہ ہر انسان تو اچھے سے اچھا کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر ضروری نہیں ہے کہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جائے۔ کوششیں جاری ہیں اور جاری رہیں گی، تعلیم و تعلم کا سلسلہ ماشاءاللہ بہت اچھے انداز سے چل رہا ہے اور آپ حضرات دعا کیجیے کہ مزید بہتر سے بہتر ہو۔ بالکل حضرت! ایک آخری سوال ہے۔ چونکہ ہم لوگ بہار سے چل کر اتر پردیش آئے ہیں یہاں کے ماحول کو سمجھنے کے لئے کیونکہ وہاں کے لوگوں کے ذہن میں ابھی بھی یہ بات رہتی ہے کہ یہاں کی سرکار سے لوگ خاص طور سے یہاں مائنارٹی کے لوگ پریشان ہیں۔ اس طرح کا ذہن بنا دیا گیا ہے۔ تو کیا واقعی ایسا لگتا ہے کہ ہم لوگ بالکل فری ہیں، مجھے تو سمجھ میں نہیں آیا؟

معاملہ یہ ہے کہ ہر شعبہ میں کچھ نہ کچھ لوگ الگ فکر رکھنے والے ہوتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مدارس ختم کر کے اور ان کو بھی کالج کی طرز پر لے آئیں۔۔۔۔۔۔(باقی ص:49 پر)

صدائے بازگشت

علامہ اسرار احمد مصباحی کے وصال پر تعزیت نامہ

استاذ گرامی حضرت علامہ اسرار الحق صاحب علیہ الرحمہ کا سانحۂ ارتحال ناقابلِ تلافی نقصان ہے، پھر بھی قادرِ مطلق جو زخم دیتا ہے، اس کے اندمال کا سبب بھی پیدا فرما دیتا ہے۔ آپ نے اپنے تلامذہ میں ایسے ایسے ہیرے پیدا کیے ہیں جو آپ کے تعلیمی خواب کو شرمندۂ تعبیر کرتے رہیں گے۔

آں حضور سے 1970ء میں حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف پڑھنے کا شرف حاصل تھا، آپ کا انداز افہام و تفہیم قابلِ ستائش تھا، معروضات کا جواب دو جملوں میں تبسم ریز لہجے میں ایسا دے دیتے کہ سوال کرنے والا نہ صرف مطمئن ہو جاتا بلکہ آپ کے جواب پر عش عش کرنے لگتا تھا۔

حضرت علامہ تدریس سے باقی اوقات کو طبابت پر صرف کیا کرتے تھے، عربی کا مشہور مقولہ ہے: "العلم علمان علم الادیان و علم الابدن" جس پر آپ پوری طرح عمل پیرا تھے۔ جب ہم اکابرین کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو انھیں اکثر و بیشتر عالمِ باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ علم طب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

لائقِ دعا نہ سہی پھر بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے یہ الفاظ زبان پر نکل آئے۔

سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے

از علی احمد بسمل عزیزی
دھرم سنگھوا، سنت کبیر

اپنی مصروفیات سے آگاہی ازبس ضروری

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی برادرم حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی صاحب زید مجدہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں اور اپنی دینی مصروفیات سے بھی آگاہی ازبس ضروری ہے۔ کیا ماہ نامہ اشرفیہ مبارک کا نومبر 2022 کا شمارہ مطلع صحافت پر طلوع ہو گیا ہے؟ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام مع الاکرام۔ گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

کلمہ طیبہ کے فضائل پر علمائے اہل سنت کی تصنیفات کی جستجو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اہل سنت کے اہل علم و قلم کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ ذکر، فضائل ذکر اور کلمۂ طیبہ کے فضائل پر مبنی اہل سنت کے علماء و فضلاء کی تصنیفات سے آگاہ فرمائیں، اگر ممکن ہو سکے تو ان کی پی ڈی ایف فائلیں عنایت فرمائیں اس حوالے سے ایک کام کیا جا رہا ہے تاکہ ان کا حوالہ بھی دیا جا سکے۔ والسلام مع الاکرام

گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

اہل سنت کے اہل علم و فضل کی خدمت میں ایک التماس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ اہل سنت کے علما و فضلا نے ہر دور میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے جہاد بالقلم کے محاذ پر اپنے قلم کی جولانیاں اور روانیاں دکھائی ہیں۔ ناچیز ہیچ مدان کو ایک علمی و تحقیقی کام کے سلسلے میں ذکر، فضائل ذکر اور کلمۂ طیبہ کے فضائل پر مبنی اہل سنت کے علماء و فضلاء کی تصنیفات و تالیفات کی تفصیلات مطلوب ہیں۔ اس موضوع پر اگر کسی باذوق اور کتاب دوست کے پاس کتابیں ہوں تو ان کے بارے میں درج ذیل معلومات سے آگاہ فرما دیں۔

(1) نام کتاب (2) مصنف (3) زبان (4) سن اشاعت
(5) کیفیت مطبوعہ/غیر مطبوعہ
(6) اگر مطبوعہ ہے تو اشاعتی ادارے کا مکمل نام

اگر ممکن ہو سکے تو اس موضوع سے متعلقہ کتابوں کی پی ڈی ایف فائلیں ہی بھیج دیں۔ امید واثق ہے کہ اہل علم و فضل اس جانب اپنی نظر التفات ضرور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ

محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ سب کو ہمیشہ شاد و آباد اور بامراد رکھے۔
آمین ثم آمین۔ دعاگو و دعاجو۔ گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) کے لیے لکھنے والے اہل علم وقلم کی خدمت میں یاددہانی!!

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فتح باب نبوت پہ حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں جہاد بالقلم کے محاذ پر سرگرم رہنے والے اہل سنت کے اہل علم وقلم کو آگاہ کیا جاچکا ہے کہ الحمدللہ، ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک کے زیر اہتمام سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) کا پہلا خصوصی شمارہ مطلع صحافت پر طلوع ہوچکا ہے، مملکت خداداد پاکستان کے علمی وتحقیقی احباب کی خدمت میں اس کی مطبوعہ کاپی پیش کی جارہی ہے۔ اور دور دراز باذوق احباب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک جلد ہی اس کی ترسیل کی جائے گی۔ اور بیرونی دنیا کے اہل علم وفضل کی خدمت میں اس کی پی ڈی ایف فائل پہنچ کران کی نذر ہوچکی ہے۔

اہل علم وقلم کی خدمت میں اس کے دوسرے شمارے کے لئے چند مجوزہ عناوین بھی پیش کیے جاچکے ہیں۔ چند احباب کے علاوہ اکثریت نے ابھی تک خاموشی اختیار کررکھی ہے۔

اللہ کرے ہم اس چند روزہ زندگی کی بے ثباتی کو سمجھ جائیں اور اپنے آقا ومولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کی عظمت و رفعت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں۔

قادیانی ذریت نہایت متحرک اور فعال ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کررہی۔ لیکن آہ افسوس صد افسوس ہم نے اپنے اکابرین کی راہ و رسم منزل با پر ثابت قدمی دکھانی چھوڑ دی ہے۔ ہم میں سے اکثر تاحیات "انجمن غافلاں" کے رکن بنتے جارہے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان میں ایک عرصے بعد امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں "تحریک لبیک کی صورت میں کوئی امید کی ایک کرن نظر آئی لیکن ہمارے اکثر علما ومشائخ اس کی تائید وحمایت سے بھی پہلوتہی اختیار کرتے جارہے ہیں۔ یہ ایک سنہری موقع تھا کہ ہم اپنے سارے اختلافات بھلا کر تحریک لبیک کے پرچم تلے اکٹھے ہوجاتے لیکن ایسا ہوتا دکھائی نہیں دے رہا۔

دوسری طرف جہاد بالقلم کے محاذ پر بھی ہم ابھی تک کئی فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ راقم نے اہل سنت کی چند خانقاہوں اور لائبریریوں کا ایک سرسری دورہ کیا تو وہاں ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں لٹریچر نہ ہونے کے برابر ہے۔

فقیر تو سرکار دوعالم نور مجسم پیغمبر آخرالزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کا ادنیٰ خادم ہے، بس ایک کوشش ہے کہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے لئے سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل) جاری وساری رہے۔ اور اہل سنت کے باذوق اہل علم وقلم ختم نبوت کے حوالے اپنے قلم کی جولانیاں دکھاتے ہوئے اپنے مضامین ومقالات ارسال فرمائیں تاکہ اس حوالے سے ایک مربوط کام صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوکر ہماری آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ ہوجائے۔

جن احباب نے مجوزہ عناوین میں سے کوئی موضوع منتخب فرما لیا ہے تو وہ جلد اس کی تکمیل فرمائیں اور درج ذیل ای میل ایڈریس پر کمپوز کرکے ان پیج فائل میں بھیج دیں۔

اور اگر ممکن ہوسکے تو درج ذیل وہاٹس ایپ پر اس کی پی ڈی ایف فائل بھی بھیج دیں۔ 03118164591

گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

جو احباب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ اپنے مجوزہ عنوان سے آگاہ فرمادیں تاکہ تکرار سے بچا جاسکے۔

امید واثق ہے کہ آپ اپنے قیمتی وقت میں سے چند لمحات عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بھی ضرور نکالیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کے علم وقلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور آپ کو ہمیشہ شاد وآباد اور بامراد رکھے۔ دعاگو و دعاجو۔

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

*****

خیر و خبر

صوفیاے ہند کے تذکرے پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا کی تیاری کے سلسلے میں قومی اردو کونسل میں اہم میٹنگ

نئی دہلی: پچھلی صدیوں میں ہندوستانی معاشرے کو ہم آہنگی، اخوت اور بھائی چارے کی مثال بنانے میں صوفیاے کرام کا نہایت اہم رول رہا ہے اور ہندوستان جس تہذیبی تنوع اور ثقافتی ہمہ رنگی کے حوالے سے اپنی شناخت رکھتا ہے اس کے تحفظ اور فروغ میں انھوں نے غیر معمولی کردار ادا کیا ہے، اسی طرح اردو زبان وادب کے ابتدائی نقوش بھی صوفیاے ہند کے یہاں ملتے ہیں۔ ان کے اس کردار کو موجودہ ماحول میں نمایاں کرنے اور سماجی ہم آہنگی و باہمی تفاہم پر مبنی ان کی تعلیمات کو عام کرنے کی غرض سے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی نے مشاہیر صوفیائے ہند کا انسائیکلو پیڈیا شائع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور اس سلسلے میں اس شعبے کے ماہرین اور سکالرز کی ایک میٹنگ آج کونسل کے صدر دفتر میں منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت خانقاہ شاہ ارزانی، پٹنہ کے سجادہ نشیں پروفیسر سید شاہ حسین احمد نے کی۔ اس موقع پر تمام مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے کونسل کے ڈائریکٹر پروفیسر شیخ عقیل احمد نے کہا کہ صوفیائے کرام کا ہندوستانی سماج میں ہم آہنگی اور بھائی چارہ قائم کرنے میں اہم رول رہا ہے اور انھوں نے اپنے دور میں اس ملک کو امن وامان اور اخوت وسلامتی کا گہوارہ بنانے کی غیر معمولی کوششیں کی ہیں، ان کی تمام تر تعلیمات بھی خالص اخلاقی وانسانی اقدار پر مبنی ہیں، انھوں نے ہمیشہ انسان دوستی کی تعلیم دی اور تمام مخلوقات خداوندی سے محبت ان کا شیوہ تھا، یہی وجہ ہے کہ بلا کسی مذہبی تفریق کے ان کے گرد عوام اور عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا تھا اور آج بھی ان کی تعلیمات و پیغامات میں وہی تاثیر ہے، مگر ان کے تعلق سے یکجا مستند معلومات نہیں ملتی ہیں، اس وجہ سے قومی اردو کونسل نے یہ طے کیا ہے کہ تمام مشاہیر صوفیاے ہند کا ایک انسائیکلو پیڈیا تیار کیا جائے جس میں ان کی تہذیبی تبلیغی، ثقافتی وادبی خدمات کے ساتھ سماجی ہم آہنگی اور قومی یکجہتی کے تعلق سے کیے گئے ان کے کارناموں کو اجاگر کیا جائے، کیوں کہ موجودہ ماحول میں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور صوفیا کی تعلیمات کو اپنا کر ہم سماجی انتشار و خلفشار سے بحسن وخوبی نجات پاسکتے ہیں۔ میٹنگ میں شریک اہل علم و دانش نے اس منصوبے کے لیے پروفیسر شیخ عقیل احمد اور کونسل کی تحسین وستایش کی اور کام کی نوعیت، طریقۂ کار، منصوبہ بندی، مدت کار اور اشاعت وغیرہ کے مراحل پر سب نے اپنی رائیں پیش کیں، جن پر غور وخوض اور تبادلۂ خیال کیا گیا۔ میٹنگ میں طے پایا کہ پہلے مرحلے میں مختلف اصحاب علم وقلم کے ذریعے پورے ملک کے کم وبیش دو سو مشاہیر صوفیا کے تذکرے پر مشتمل پہلی جلد آئندہ چھ ماہ میں تیار کروائی جائے، جو نظر ثانی و دیگر تکنیکی مراحل کی تعمیل کے بعد سال بھر کے اندر شائع ہو جائے گی۔ اس کے بعد آگے کی جلدوں پر کام کروایا جائے اور علمی و تحقیقی استناد کے ساتھ مختلف عہد کے اہم صوفیا اور ان کی علمی، ادبی و ثقافتی اور سماجی خدمات و تعلیمات کے احاطے کی کوشش کی جائے۔ پروفیسر سید شاہ حسین احمد کے شکریے کے ساتھ میٹنگ کا اختتام عمل میں آیا۔ اس میٹنگ میں پروفیسر حدیث انصاری (اودے پور)، پروفیسر فریدہ خانم (دہلی)، پروفیسر نشاط منظر (دہلی)، ڈاکٹر زین رامش (جھارکھنڈ)، ڈاکٹر مشکور عالم (آسنسول)، ڈاکٹر افتخار احمد (کولکاتا)، مولانا مبارک حسین مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور (اعظم گڑھ)، ڈاکٹر فیروز عالم (چھپرہ)، ڈاکٹر آبرو امان اندرابی (جموں وکشمیر) اور کونسل سے ڈاکٹر کلیم اللہ (ریسرچ آفیسر) و آبگینہ عارف (ٹیکنکل اسسٹنٹ) وغیرہ موجود رہے۔ (پریس ریلیز، رابطہ عامہ سیل، قومی اردو کونسل)

تکمیل درس قرآن کا روح پرور منظر

مورخہ 21 ربیع الآخر 1444ھ مطابق 2022 بروز جمعرات شہر فیض آباد کی قدیم اور مشہور ”مسجد بلال“ سبھاش نگر میں ”جشن تکمیل درس قرآن کریم“ کا انعقاد ہوا، جس میں عوام اہل سنت کے علاوہ

علمائے کرام، حفاظ قرآن، قرائے عظام، ائمہ مساجد، دانش وران قوم نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ بندہ ناچیز راقم الحروف (محمد سلمان رضا حنفی قادری جامعی ازہری) طارق رضا قادری، مولوی مشہود رضا قادری متعلم جامعہ اسلامیہ روناہی بھی حاضر ہوئے۔

بلال مسجد سبھاش نگر، فیض آباد میں درس قرآن کا سلسلہ حاجی محمد قاسم صاحب کی تحریک وترغیب پر شروع ہوا، ابتداء مرکزی جامع مسجد ٹاٹ شاہ کے امام وخطیب حضرت علامہ قاری الحاج قطب الدین قادری حشمتی قبلہ بلرام پوری (علیہ الرحمہ) نے درس کا آغاز فرمایا مگر ٹاٹ شاہ مسجد کی امامت وخطابت و دیگر کثیر مصروفیات کی وجہ سے آپ اس کے لیے وقت نہ دے سکے، تو پھر حضرت مولانا مشتاق احمد حبیبی (رحمۃ اللہ) نے سن 1984 میں اس اہم ذمہ داری کو قبول کیا اور چند سالوں میں درس قرآن کی تکمیل کی اور جشن کا انعقاد ہوا، موصوف گرامی کی خدمت قرآن کا اعتراف کرتے ہوئے ارکان کمیٹی واہالیان فیض آباد نے ان کو مع اہلیہ کے زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے مشرف کرایا۔ دوبارہ درس شروع ہوا اور سترہ اٹھارہ پارے کا درس مکمل ہوا ہی تھا کہ: 19 اکتوبر 2009 میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ پھر مسجد بلال کے ارکان کمیٹی بالخصوص حاجی محمد قاسم، محمد احمد قادری اور محمد شفیق رسی والے صاحبان نے استاذ گرامی، ادیب شہیر، مفسر قرآن کریم، حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ایوب رضوی دام ظلہ العالی (سابق صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی، فیض آباد، یوپی) کی خدمات حاصل کیں۔ آپ کے کاندھے پر جامعہ روناہی کی صدارت کا بار گراں تھا، تدریسی مصروفیات کے ساتھ آپ خدمت خلق بھی کر رہے تھے اس سب کے باوجود آپ نے اس کار اہم کی ادائیگی کے لیے کمر ہمت کس لیا اور ہر جمعرات کو اپنی گاڑی سے پابندی کے ساتھ تشریف لے جاتے اور قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا لامحدود وشکر احسان ہے اور اس کے پیارے حبیب، رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت ورافت ہے کہ: آج استاذ گرامی تکمیل درس قرآن کی سعادت بہرہ ہوئے۔

نماز مغرب سے فارغ ہوتے ہی اس تقریب سعید کا آغاز ہو گیا، دار العلوم نیازیہ قادریہ، فیض آباد کے پرنسپل قاری عبد الوحید نے نظامت کا فریضہ انجام دیا اور مسجد بلال کے امام وخطیب محترم قاری معروف صاحب نے تلاوت کلام ربانی سے پروگرام کا افتتاح کیا اور پھر محترم حافظ وقاری محمد طاہر قادری جامعی لکھنوی نے نعت حبیب اکرم ﷺ پیش کر کے سامعین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد تلاوت قرآن حکیم، درس قرآن اور ختم قرآن کریم کی اہمیت وفضیلت پر نہایت اختصار کے ساتھ دس منٹ اس بندہ عاصی (محمد سلمان رضا) کا بیان ہوا۔ پھر گرامی مرتبت حضرت علامہ مفتی معین الدین اشرفی مصباحی صاحب استاذ ومفتی دار العلوم بہار شاہ، فیض آباد کا توسیعی وخصوصی خطاب ہوا۔ جس میں انھوں نے درس قرآن کی اہمیت وافادیت کو خوب خوب اجاگر فرمایا، اس کی خیرات وبرکات سے آشنا کرایا اور اس نورانی سلسلہ کو جاری رکھنے کی ترغیب وتشویق دلائی، اور درس کمیٹی ودیگر معاونین کو مبارک باد دیتے ہوئے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اس حسین اور روح پرور موقع پر معززین شہر فیض آباد نے علمائے کرام اور استاذ گرامی وقار حضرت علامہ الحاج محمد ایوب رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی گل پوشی کی اور پھر حضرت نے آخری درس دے کر درس قرآن کریم کی تکمیل فرمائی۔ صلاۃ وسلام، فاتحہ خوانی اور استاذ گرامی کی رقت انگیز دعا پر اس مبارک مجلس کا اختتام ہوا۔

اس بابرکت موقع پر ڈاکٹر عرفان صاحب کی طرف سے لنگر غوثیہ کا انتظام وانصرام تھا، نماز عشا سے فارغ ہونے کے بعد اس سے تبرک حاصل کیا گیا۔ اور روناہی کے لیے واپس ہو گئے۔

محمد سلمان رضا خان حنفی قادری جامعی ازہری
استاذ جامعہ اسلامیہ، روناہی، فیض آباد، یوپی

*****

اشرفیہ کلینڈر 2023
شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکا ہے
شائقین سے اپنی کاپیاں جلد از جلد بک کرا لیں۔
رابطہ
منیجر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور،
ضلع اعظم گڑھ (یوپی) 276404
Contact No. 9935162520
Email –
ashrafiamonthly@gmail.com

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

DEC 2022

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

shutterstock.com · 1163859820

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

DONATION

(For Education) برائے تعلیمی چندہ

(1) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Central Bank of India
A/C 3610796165
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Union Bank of India
A/C 303001010333366
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Punjab National Bank
A/c 05752010021920
IFSC. Code : PUNB0057510

(For Construction) برائے تعمیری چندہ

(1) Aljamiatul Ashrafia
Central Bank of India
A/c 3610803301
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Aljamiatul Ashrafia
Union Bank of India
A/c 303002010021744
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Aljamiatul Ashrafia
Punjab National Bank
A/c 05752010021910
IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN